محدث اعظم ہند قدس سرہ کا نعتیہ کلام

فرش پر عرش

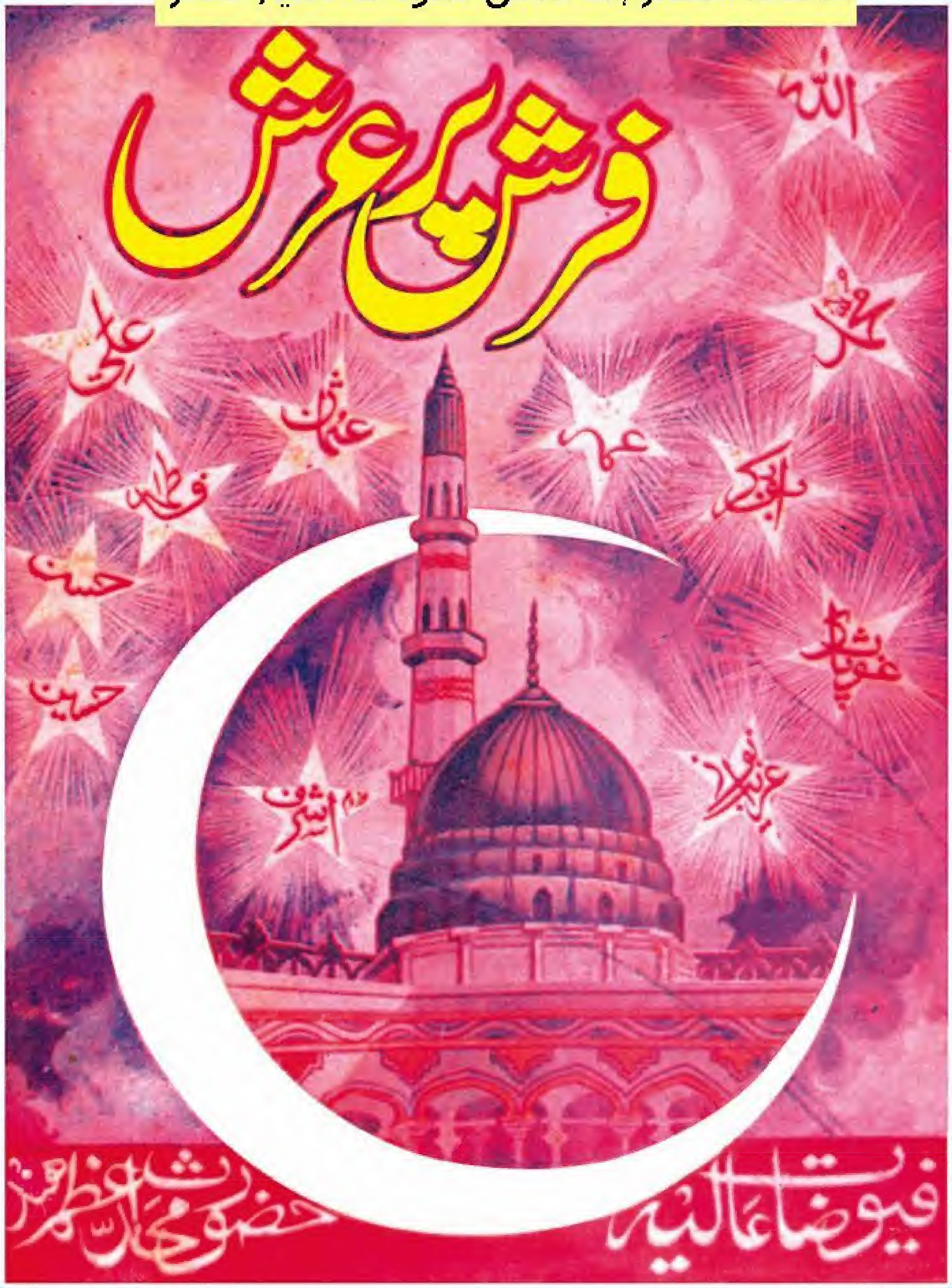
الله
محمد
علی
عثمان
عمر
ابوبکر
فاطمہ
حسن
حسین
غوث پاک
اشرف
غریب نواز

فیوضات عالیہ حضور محدث اعظم ہند

سچ جانئے

کہ مجھے اس بات کا وہم بھی نہ تھا کہ میرا کوئی کلام منظوم مستحق طباعت و اشاعت ہے۔ نہ میں شاعر ہوں نہ عروض و قوافی و اوزان کا ماہر ہوں۔ نہ کبھی شعر کو شعر کے لئے کہنے کا اتفاق ہوا نہ میرے مشاغل میں شاعری کی گنجائش ہے جب کبھی خود بخود دل ابھرا اور اسکی آواز سمجھ میں آگئی تو اسکو قلمبند کرلیا کہ جب نظر پڑے گی دل ہی دل میں لطف اندوز ہوجاؤنگا۔ مگر عزیزی عبدالرزاق بھائی اشرفی کی خاطر عزیز اور عزیزی قاسم محمد اشرفی کے اصرار کا دباؤ ایسا پڑا کہ جو کچھ محفوظ میرے پاس تھا وہ ان کو دیدیا اور جو دوسروں کے پاس چلا گیا اس سے اپنی معذوری بتادی۔ مجھ سے عقدیہ و تبریک کے لئے کہا جاتا ہے تو یہ سب کچھ اس آقائے دو جہاں کے نام پاک پر ہے جس کی سچی اور والہانہ وفاداری کا نام اسلام ہے۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی
کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

حقیقتِ حال

الحمدللہ حلقہ اشرفیہ پاکستان جسکو قائم ہوئے اب ۳۰ سال ہو رہے ہیں جو حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانیؒ سجادہ نشین کچھوچھا مقدسہ کی خواہش پر انکی اجازت سے قائم ہوا تھا اس حلقہ اشرفیہ کے قیام کا مقصد پاکستان میں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت ۔ بزرگان سلسلہ اشرفیہ کے حالات زندگی کو عوام تک ایک خاص سلیقے سے پہنچانا اور روشناس کرانا اور تمام اشرفیوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا ۔ اسکے علاوہ سلسلہ اشرفیہ کے بزرگان کے اعراس کا انعقاد اور خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کی ایک شاخ کی حیثیت سے تمام اشرفیوں کو مرکزی درگاہ عالیہ اشرفیہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ سے براہ راست منسلک کرکے فیض سلطانی سے بہرور کرنا تھا ۔

مجھے آج یہ کہتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ الحمد للہ حلقہ اشرفیہ پاکستان نے اپنے تیس سالہ سفر میں مذکورہ مقاصد کافی حد تک حاصل کرلئے ہیں گو کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے اپنی ذاتی انا اور جھوٹی شہرت کیلئے حلقہ اشرفیہ کے نام کے ساتھ اضافہ کرکے اشرفیوں میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن حلقہ اشرفیہ پاکستان اب اس قدر متعارف ہوچکا ہے کہ اس نام کے ساتھ اضافوں سے لوگ مفروضہ چہروں کو پہچان لیتے ہیں ۔

حلقہ اشرفیہ پاکستان کے امیر کی حیثیت سے یہ فقیر جو کچھ کرسکا وہ بہت

کم ہے لیکن پھر بھی نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے کے مصداق اب بازار میں سلسلہ اشرفیہ کی کتب لطائف اشرف حیات محدث اعظم ہند کچھوچھویؒ محبوب ربانیؒ۔ قطب ربانیؒ صراط الطالبین فی طریق الحق والدین کے علاوہ ماہنامہ آستانہ کراچی سلسلہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھا شریف کا نقیب ہے جو برابر عوام و خواص میں سلسلہ اشرفیہ کو روشناس کرنے میں مصروف ہے اور الحمد للہ اسکی مقبولیت اب پاکستان و بیرون پاکستان برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ حلقہ اشرفیہ پاکستان کے زیر اہتمام اعراس حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ۔ اعلیٰحضرت اشرفی میاںؒ کے علاوہ اب محدث اعظم ہند کچھوچھوی کانفرنس کا انعقاد بھی برابر ہر سال پابندی سے ہو رہا ہے اور اس سلسلہ میں ہر سال ایک نمبر یا خصوصی شمارہ بھی شائع کیا جاتا ہے جو پر مغز مضامین سے آراستہ ہوتا ہے۔ اس سال محدث اعظم ہند کچھوچھوی کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر حضرت محدث اعظم ہند کا دیوان ”فرش پر عرش“۔ تمام مقالات جو اب تک محدث اعظم ہند کانفرنسوں میں پڑھے گئے انکا مجموعہ خطبات سنی کانفرنس بنارس و اجمیر پہلی مرتبہ کتابی شکل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں تمام اراکین حلقہ اشرفیہ پاکستان قابل مبارکباد ہیں جن کے تعاون سے یہ کام برابر آگے بڑھ رہا ہے انشاء اللہ اب یہ کام برابر بڑھتا ہی رہے گا۔

سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی
امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان و مسند نشین
سلسلہ اشرفیہ پاکستان

فرش پر عرش

یہ مجموعۂ کلام شعر شاعری نہیں ہے بلکہ حمد ہے نعت ہے ۔ منقبت ہے ۔ موعظت ہے ۔ اپنے مشن کی تبلیغ ہے تصوف کی ترجمانی ہے ۔ اپنے کچھ حالات ومشاہدات ومقامات کا بیان ہے ۔ اور ہر موقع پر سچے والہانہ جذبات ہیں۔

قرآن کریم نے نعت شریف کی اہمیت کو اسقدر اجاگر کردیا کہ اس کا فیصلہ ہے کہ نعت شریف ہی اصل ایمان اور اس سے انکار ہی کو کفر کہا جاتا ہے ۔ اس اہمیت کے ساتھ یہ بھی قرآنی فیصلہ ہے کہ نعت شریف کا وہ بنیادی اور بالکل حق نہایت سچا نعرہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا باوجود حق اور سچ ہونے کے ضروری نہیں کہ کہنے والا بھی سچا ہو ایک دفعہ بارگاہِ نبوی میں بھی آکر کہا کہ نشهد انك لرسول الله کتنی صاف اور سچی بات ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرماتے ہوئے کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ اس لفظ کا بیان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بالکل حق اور سراسر سچ ہے مگر ہر کوئی ایسا کہنے والا سچا ہوجائے یہ ابھی لاکھوں میل دور ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس وفد کے بارے میں فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اللہ تعالیٰ گواہ ہے ۔ کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والے اپنے نفاق کے سبب سچی بات کہتے ہوئے بھی جھوٹے ہیں۔ قرآن کے اس فیصلہ نے اسلامی شاعروں کے کلیجے تھرا دیئے ۔ وہ لوگ جو رسول پاک کی ضد میں اپنا ایک فرقہ ہی بنا چکے ہیں ان سے تو نعت کا حق قرآن کریم نے ضبط ہی فرمالیا ہے ۔ اسی کے ساتھ وہ لوگ جو شعر برائے شعر کہتے ہیں۔ جو اپنے آرائشی طرز بیان سے اپنے ممدوح کو سنوارتے ہیں جو شعر کی معنویت سے زیادہ ادبکی ادبیت اور عروض وقوافی کے حسن پر نظر رکھنے کے عادی ہیں جنکی شاعری کوئی عبادت نہیں ہے بلکہ ادب کا شاہکار اور ذریعہ شہرت ہے ۔ وہ فن شعر گوئی کے مسلم الثبوت استاد ہوتے ہوئے بھی نعت گوئی کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے لرزتے ہیں۔ میں کسی کا نام لینا نہیں چاہتا مگر ہر شاعر کے پاس خود انکی شاعری کا اعمالنامہ موجود ہے اگر وہ خود تلاش کریں تو اپنے پاس نعت کا سرمایہ نہ ہونیکے برابر ہے ۔ میں رئیس المتغزلین کو رئیس المتغزلین ہی مانتا ہوں ۔ میں استاد الشعراء کو استاد الشعراء ہی جانتا ہوں ۔ میں اردو ادب کے شاہکار والوں کو شاہکار والا ہی سمجھتا ہوں مگر کیا یہ غلط ہے کہ جس ایوان میں حسن بریلوی پوری عزت ووقار کے ساتھ باریاب ہیں وہاں انکے استاد محترم اور شعر گوئی کے مسلم ومشہور استاد حضرت داغ دروازہ کے باہر کھڑے ہیں ۔ امیر صاحب جہاں مسند لگائے ہیں انکے اساتذہ کرام وہاں دور کھڑے ہیں۔ محسن کاکوروی جہاں ممبر پر بیٹھے ہیں انکے استاد مسلم اشک وغیرہ نمونۂ رشک نظر آتے ہیں۔ غالب کی بلند خیالی سر آنکھوں پر داغ کی صفائی زبان اور روزمرہ کا دل سے اعتراف ہے ۔ مگر ہم جس عنوان پہ باتیں کررہے ہیں وہاں انکا قلم نظر نہیں آتا۔ اور یہ ادبکی صحیح احساس کا نتیجہ ہے ۔ نعتیہ وادی توفیق ربانی سے گل وگلزار ہے تو بغیر اسکی تائید کے وادی خارزار ہے یہاں ممدوح نہیں سجایا جاتا بلکہ ممدوح کی سجاوٹ سے مداح کے کلام کو سجایا جاتا ہے ۔

فرش پر عرش

آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے کہ آستانہ دہلی میں حضرت کا تذکرہ مولانا ضیا والقادری مدظلہٗ نے شائع کرایا تھا جسکو بلفظہٖ اسلئے پیش کرتا ہوں کہ اجمالی طور پر آپ کو حضرت مخدوم الملت کے بارے میں ایک متدین اور استاد الشعراء کے احساسات کا اندازہ ہو سکے۔ وھو ھذا۔

محدث اعظم ہند سراج العلماء تاج العرفا حضرت مولانا شاہ ابوالمحامد سید محمد صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی دام ظلہم العالی کو ہندوستان کی مجالس سیرت و محافل وعظ میں ہزاروں جگہ لاکھوں دیکھنے والوں نے دیکھا ہوگا۔ ایک بزرگ صورت، پاکیزہ سیرت، گندمی رنگ، بھاری بھرکم گھری، منہ گیری دستار باندھے جسکی کلاہ میں ایک خاص جاذب نظر آن پائی جاتی ہے، ممبر پر رونق افروز ہے۔ خوشنما عبا کے نیچے نیچے دامن سادات شان کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں، کتابی چہرہ آیات جلالی کا ترجمان، بڑی بڑی کشادہ آنکھیں گنبد خضرا کی تجلیات سے معمور، آواز میں ہیبت اور جبروت کے ساتھ حلاوت کا انداز بھی، مقفیٰ و مسجع، فصیح و بلیغ خطبہ پڑھکر مجمع کو مخاطب کر رہا ہے۔ اگر آیاتِ قرآنی کی تفسیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو حقائق و معارف کا قلزم ذخار، دلنشیں فقرات اور ایمان افروز الفاظ میں طوفان خیز معلوم ہوتا ہے۔ اگر احادیث نبوی کی شرح و وضاحت پر مائل ہوتا ہے تو رشد و ہدایت کی سنہری بدلیاں باران رحمت میں مصروف نظر آتی ہیں۔ اگر فضائل و محامد کی جانب دماغ راغب ہوتا ہے تو بیشمار مسائل علم و عرفاں حل ہوجاتے ہیں۔ مجمع ہے کہ وجد آفریں انداز میں جھوم رہا ہے۔ سبحان اللہ و صلی اللہ کے نعروں سے فضا گونج رہی ہے۔ حاضرین پر کیف طاری ہے ایمان تازے ہو رہے ہیں، دلوں سے سیاہی خود بخود دور ہوتی جاتی ہے۔

یہ شیخ طریقت، یہ درویش باخدا، یہ واعظ شیریں بیاں کون ہے، سنئے اور گوش حقیقت نیوش سے سنئے کہ ہندوستان کا نہیں بلکہ دنیائے اسلام کا وہ نامور وجود ہے جسکو اسلامیان ہند زبدۃ المحدثین، قدوۃ المتکلمین حضرت مولانا شاہ ابوالمحامد سید محمد اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم کہتے ہیں۔ آپ جیلانی و سمنانی سادات کے مرقع ہیں۔ وطن اقامت کچھوچھہ شریف ہے جو ضلع فیض آباد کا مشہور و مقدس مقام ہے جہاں آپ کے مورث اعلیٰ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی کا مزار پاک ہے۔ کچھوچھہ شریف کا ریلوے اسٹیشن اکبر پور ہے، یہاں اطراف ہند سے آسیب زدہ اہل حاجت آتے جاتے ہیں۔

ولادت حضرت محدث صاحب کی تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعدہ یوم چہارشنبہ ۱۳۱۱ھ ہے۔ نماز فجر سے پہلے قصبہ جائس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ جائس میں آپ کی دادی صاحبہ مرحومہ کا میکا تھا بالفاظ دیگر آپ حضرت شاہ علی حسن صاحب قدس سرہٗ کے دولت خانہ فیض کاشانہ میں تولد ہوئے۔ ناز و نعم کے ساتھ پرورش ہوئی۔ اس معزز و محترم خانوادہ میں رسم مکتب نشینی بڑے چاؤ چوچلے کے ساتھ اور پورے تجمل و شان کے ساتھ ہوتی آئی ہے۔

آپ کی عمر شریف جب چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ کے جدِ امجد حضرت شاہ فضل حسین صاحب قدس سرہٗ نے معمولاتِ خاندان کے خلاف صرف چار پیسے کی شیرینی پر فاتحہ کرکے آپ کو بسم اللہ پڑھائی۔ بچوں کی پہلی تقریب عقیقہ کے بعد چونکہ تسمیہ خوانی ہی ہوتی ہے اسلئے اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے مگر آپ کی بسم اللہ خوانی خاندان میں یادگار ہوگئی۔

نسب

آپ کا سلسلۂ نسب حضور غوث الثقلین تک اس طرح پہنچتا ہے کہ حضرت مخدوم الملۃ مولانا شاہ ابو المحامد سید محمد صاحب ابن حکیم مولانا سید شاہ نذر اشرف صاحب ابن سید شاہ فضل حسین ابن سید شاہ منصب علی ابن سید شاہ تفضل علی ابن سید تراب اشرف ابن سید محمد نواز ابن سید محمد غوث ابن سید جمال الدین ابن سید عزیز الرحمٰن ابن سید محمد عثمان ابن سید ابو الفتح ابن سید محمد ابن سید محمد اشرف ابن حسن شریف ابن سید عبد الرزاق نور العین ابن سید عبد الغفور حسن جیلی ابن ابو العباس احمد ابن بدر الدین حسن ابن علاؤ الدین علی ابن سید شمس الدین ابن سید سیف الدین ابن سید یحییٰ حموی ابن سید ابو النصر محمد ابن سید ابو صالح عماد الدین نصر ابن حضرت تاج العراق ابو بکر عبد الرزاق ابن غوث الثقلین قطب الکونین محبوب سبحانی محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تعلیم و تربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر کے اندر ہوئی۔ مکتب کے بعد بلا ناغہ روزانہ آپکی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ مہدی خاتون نے جو دختر نیک اختر اعلیحضرت شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی کی ہیں، آپکو پڑھانا شروع کیا۔ ماشاء اللہ کتنی مبارک و مسعود تعلیم تھی۔ مقدس ماں نے معزز فرزند کو چھ ماہ میں قاعدہ بغدادی اور پارۂ عم ختم کرادیا۔ یہ دن آپ کے دولتکدہ میں خاص سرور کا دن تھا۔ نیاز و نذر تو مشائخ کے گھرانوں میں روزانہ کے معمول میں داخل ہے خاص خاص موقعہ پر مریدین و متوسلین بھی بہرہ اندوز ہوتے ہیں، آج کا دن ماں کی مسرتوں کا دن تھا، خوب خوب شیرینی تقسیم ہوئی اسکو خدائے پاک کی عنایت اور بزرگوں کا تصرف کہئے کہ صرف انیس ۱۹ دن میں بقیہ انتیس ۲۹ پارے قرآن پاک کے نہایت روانی کے ساتھ ختم فرمایا۔ گویا پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک آپ نے ختم فرمایا۔

کچھ دنوں آپ کی تعلیم سے کچھوچھہ شریف کا اردو اسکول بھی مشرف باب ہوا۔ درجہ دوئم پاس کرنے کے بعد آپ کو اسکول سے اٹھا لیا گیا۔ اب مقدس باپ نے آپکی تعلیم اپنے ذمہ لی۔ روزانہ ایک وقت فارسی اور ایک وقت عربی کی تعلیم ہونے لگی۔ چنانچہ فارسی میں آمدنامہ، مصدر فیوض، دستور الصبیان، بہار عجم، گلستاں و بوستاں، شبنم شاداب، مینا بازار، انوار سہیلی، قصائد عرفی، سہ نثر ظہوری، بدر چاچ۔ اور عربی میں میزان، منشعب، پنج گنج، زبدہ، دستور المبتدی، صرف کبیر، علم الصیغہ، نحو میر، شرح مائۃ، ہدایت النحو، کافیہ۔ یہ تمام کتابیں بتدریج حضرت مولانا سید نذر اشرف صاحب آپ کے پدر بزرگوار اور آستانے کے مخصوص معلمین نے آپکو پڑھائیں۔ اسی دورانِ تعلیم میں آپ تین سال تک سخت بیمار رہے، متعدد مرتبہ چیچک نکلی، امید زیست منقطع ہوگئی۔ مگر مقدس ماں اور اکابر خاندان کی دعائیں مقبول ہوئیں اور تیسرے سال

آپ صحت یاب ہوگئے اور آپ کی تندرستی برابر ترقی کرتی رہی۔

تعلیم کا سلسلہ پھر آغاز ہوا اور مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ میں آپکے اکابر نے داخل کرایا۔ وہاں کے اساتذہ محترم نے آپکو تکریم و تعظیم کے ساتھ لیا۔ یہاں کچھ عرصہ آپ نے قیام فرمایا اور مولوی و مولانا کی دونوں سندیں آپنے یہاں سے حاصل کیں۔ لکھنؤ سے آپ علیگڈھ آکر حلقۂ درس حضرت استاذ العلماء مفتی لطف اللہ صاحب مرحوم میں داخل ہوئے۔ شرح تجرید افق المبین، شرح مطالع پورے غور و فکر کے ساتھ ختم فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب نے جو سند فراغ آپکو مرحمت کی اسمیں آپ کے نام کے ساتھ علامہ تحریر فرمایا۔ علیگڈھ سے آپ پیلی بھیت آکر حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہٗ سے صحاح ستہ کے علاوہ موطا و معانی الآثار وغیرہا کتب حدیث سبقاً سبقاً پڑھیں اور سند حدیث حاصل کی۔ اسکے بعد آپ بریلی تشریف لائے اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خانصاحب کے یہاں قیام فرما کر فتاویٰ نویسی کا شغل جاری رکھا۔ اعلیٰحضرت کی دعائیں اور برکتیں لیکر آپ بدایوں آستانۂ عالیہ قادریہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور یہاں آپنے حضرت معتقد اعظم مولانا شاہ مطیع الرسول القادری رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی اور محدث اعظم کی شہرت و عظمت سے سرفراز ہوئے۔ تحصیل اور تکمیل کے تمام مراتب سترہ ۱۷ سال کی عمر تک حاصل کرلئے۔ یہ سمنانی شہزادہ جب مسند درس پر فیض رسانی خلق کے لئے متمکن ہوا تو ریش و بروت کا نشان بھی چہرۂ انور پر شروع نہیں ہوا تھا۔ دہلی میں آپ نے چندے قیام فرمایا اور زیر سرپرستی سید محمد میر صاحب مدرسۃ الحدیث قائم کیا۔ اور کئی سال تک اس مدرسہ میں حدیث کا درس دیا۔ قانون شیخ اور رسالہ قشیریہ وغیرہا پڑھنے والے طلبا بھی آپکے حلقۂ درس میں آنے لگے۔ حدیث کی تعلیم کے ساتھ طب و تصوف کی بھی تعلیم ہونے لگی التعلیم کے ساتھ تصنیف و تالیف کا شغل بھی جاری تھا اور مناظرہ بھی ہوتا رہتا تھا۔ فرق باطلہ کے رد اور تبلیغ حق کے سلسلے میں پینتیس ۳۵ مدلل اور مبسوط رسالے شائع اور مطبوع ہوچکے ہیں، تقریباً اسی قدر غیر مطبوعہ رسائل موجود ہیں آپ نے ہر فن کی کسی نہ کسی کتاب میں اپنی شان تبحر کے جوہر حاشیہ کی صورت میں ضرور دکھائے ہیں۔

بیعت و ریاضت

کچھ عرصہ تک آپکی یہ تمام علمی و دینی خدمات معرض التوا میں آگئیں اور آپکے باطنی جذبات نے آپ کو منازل عرفاں طے کرانے پر آمادہ کیا۔ اور جملہ خلائق سے دامن بچاکر اپنے مرکز عقیدت کچھوچھہ شریف میں حاضر ہوگئے۔

بزرگ مقدس نانا حضرت شیخ الاصفیا مولانا شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی ایماء نظر سے اپنے حقیقی ماموں ملک العلماء حضرت مولانا شاہ ابو المحمود سید احمد اشرف صاحب قدس سرہٗ کی ارادت میں داخل ہوئے۔

اور چند سال تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ تمام سلاسل کی شان خلافت حاصل کی اور وہ بھی مدینہ طیبہ میں مواجہہ شریف میں یہ دولت ملی۔

عمر گرامی چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی اور ضرورت تھی کہ عالم اسلامی کو تزکیۂ نفس اور روحانی تعلیم کی طرف بھی متوجہ کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے مقدس اسلاف کے نقش قدم پر سیاحت شروع کی۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں آپ پہنچے اور لاکھوں تشنگانِ علم و عرفاں کو سیراب کیا۔ تین مرتبہ حرمین شریف کی زیارت سے مشرف اور تاجدار مدینہ کے احسانات بے پایاں و انعامات بیکراں سے مالامال ہوئے۔ بسلسلۂ تبلیغ دین حق تقریباً پانچ ہزار غیر مسلم بطیب خاطر آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور ہزارہا اہل سنت ابتک بیعت کر چکے ہیں۔

اپنی بہترین خوبیوں میں آپ اپنی مثال ہیں۔ ہندوستان کے ان مشاہیر اور مشائخ میں آپ کا شمار ہے۔ جو علوم دینیہ کے فاضل جلیل بھی ہیں۔ اور سیرت میں جمیل تو صورت میں شکیل بھی ہیں۔ آپ کے وعظ میں سامعین کے دل کھنچتے ہیں۔ روح ایمانی تازہ ہوتی ہے۔ آپ کی عظمت ہندوستان میں مسلم ہے۔ آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر بھی ہیں۔ خدائے پاک آپ کے فیوض سے مدتوں تک عالم اسلامی کو مستفیض فرمائے اور آپ کو حیاتِ خضر عطا ہو۔ آمین۔ انتہیٰ بلفظہ

اس مضمون میں اب صرف اتنا اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۳۷۴ھ میں جبکہ اکبری حج ہوا چوتھی بار آپ حج و زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ حضرت مخدوم الملۃ کے چار فرزند اور دو دختر ہیں۔ سید محمد اشرف۔ سید حسن مثنیٰ۔ سید محمد مدنی۔ سید محمد ہاشمی۔ پہلے فرزند مکان ہی پر رہتے ہیں۔ دوسرے فرزند بی اے فائنل کی تیاری کر رہے ہیں۔ تیسرے فرزند اب ملک کے مرکزی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں نصاب نظامی کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اور دیکھنے والے حضرت مخدوم الملۃ کی جانشینی کی توقع ان سے رکھتے ہیں۔ چوتھے فرزند جونپور کے محمد حسن انٹر کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد نکاح مولانا سید شاہ امیر اشرف صاحب اشرفی جیلانی سے ہوا۔ انکے بطن سے دو بیٹے جہانگیر اشرف و تنویر اشرف اور ایک بیٹی موجود ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی کا عقد نکاح سید سعید احمد صاحب لکچرر معاشیات کالج جونپور سے ہوا۔ انکے بطن سے سید ظہیر الدین و سید جلال الدین دو صاحبزادے ہیں جو ابھی کمسن ہیں بڑے بیٹے کی ابتدائی تعلیم شروع ہو چکی ہے۔ حضرت کی اہلیہ محترمہ حضرت کے ماموں اور پیر و مرشد کی بیٹی ہیں اور انکی مقدس زندگی کے ساعات کو دیکھکر انکو مخدومۂ ملت کہنا بغیر کسی مبالغہ کے بالکل درست ہے۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم الملۃ کا گھرانا ایک مقدس اور علمی گھرانا ہے اور ہر فرد علم کا سرمایہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو علم و تقویٰ میں زیادہ سے زیادہ فروغ عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

یہ مجموعۂ کلام شعر شاعری نہیں ہے بلکہ حمد ہے نعت ہے منقبت ہے موعظہ ہے۔ اپنے مشن کی تبلیغ ہے تصوف کی ترجمانی ہے۔ اپنے کچھ حالات ومشاہدات ومقامات کا بیان ہے۔ اور ہر موقع پر سچے والہانہ جذبات ہیں۔

قرآن کریم نے نعت شریف کی اہمیت کو اسقدر اجاگر کر دیا کہ اس کا فیصلہ ہے کہ نعت شریف ہی اصل ایمان اور اس سے انکار ہی کو کفر کہا جاتا ہے۔ اس اہمیت کے ساتھ یہ بھی قرآنی فیصلہ ہے کہ نعت شریف کا وہ بنیادی اور بالکل حق نہایت سچا نعرہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والا باوجود حق اور سچ ہونے کے ضروری نہیں کہ کہنے والا بھی سچا ہو ایک وفد نے بارگاہِ نبوی میں بھی آکر کہا کہ نشہد انک لرسول اللہ کتنی صاف اور سچی بات ہے مگر اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہوئے کہ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ اس لفظ کا بیان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بالکل حق اور سراسر سچ ہے مگر پھر بھی ایسا کہنے والا سچا ہو جائے یہ ابھی لاکھوں میل دور ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس وفد کے بارے میں فرماتا ہے وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے اپنے نفاق کے سبب سچی بات کہتے ہوئے بھی جھوٹے ہیں۔ قرآن کے اس فیصلے نے اسلامی شاعروں کے کلیجے تھرا دیئے۔ وہ لوگ جو رسول پاک کی ضد میں اپنا ایک فرقہ ہی بنا چکے ہیں ان سے تو نعت کا حق قرآن کریم نے ضبط ہی فرما لیا ہے۔ اسی کے ساتھ وہ لوگ جو شعر برائے شعر کہتے ہیں جو اپنے آرائشی طرز بیان سے اپنے ممدوح کو سنوارتے ہیں جو شعر کی معنویت سے زیادہ ادبی ادبیت اور عروض و قوافی کے حسن پر نظر رکھنے کے عادی ہیں جنکی شاعری کوئی عبادت نہیں ہے بلکہ ادب کا شاہکار اور ذریعہ شہرت ہے۔ وہ فن شعر گوئی کے مسلم الثبوت استاد ہوتے ہوئے بھی نعت گوئی کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے لرزتے ہیں۔ میں کسی کا نام لینا نہیں چاہتا مگر ہر شاعر کے پاس خود اسکی شاعری کا اعمالنامہ موجود ہے اگر وہ خود تلاش کریں تو اپنے پاس نعت کا سرمایہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں رئیس المتغزلین کو رئیس المتغزلین ہی مانتا ہوں۔ میں استاد الشعراء کو استاد الشعراء ہی جانتا ہوں۔ میں اردو ادب کے شاہکار والوں کو شاہکار والا ہی سمجھتا ہوں مگر کیا یہ غلط ہے کہ جس ایوان میں حسن بریلوی پوری عزت و وقار کے ساتھ باریاب ہیں وہاں انکے استاد محترم اور شعر گوئی کے مسلم و مشہور استاد حضرت داغ دروازہ کے باہر کھڑے ہیں۔ امیر صاحب جہاں مسند لگائے ہیں انکے اساتذہ کرام وہاں دور کھڑے ہیں۔ محسن کاکوروی جہاں ممبر پر بیٹھے ہیں انکے استاد مظفر اسیر وغیرہ نمونۂ رشک نظر آتے ہیں۔ غالب کی بلند خیالی سر آنکھوں پر داغ کی صفائی زبان اور روزمرہ کا دل سے اعتراف ہے۔ مگر ہم جس عنوان پر باتیں کر رہے ہیں وہاں انکا قلم نظر نہیں آتا۔ اور یہ انکے صحیح احساس کا نتیجہ ہے۔ کہ یہ وادی توفیق ربانی سے گل و گلزار ہے تو بغیر اسکی تائید کے وادی خار زار ہے یہاں ممدوح نہیں سجایا جاتا بلکہ ممدوح کی سجاوٹ سے مداح کے کلام کو سجایا جاتا ہے۔

ماان مدحت محمدا بمقالتی — لکن مدحت مقالتی بمحمد

یہاں کے کتاب قانون کی پہلی دفعہ ہے۔

یہاں بندش الفاظ سلاست بیان فصاحت زبان بعد کی چیز ہے اصل چیز اعتراف غلامی سچے والہانہ جذبات شریعت مطہرہ کی ذمہ داریاں کہنے سے پہلے اپنے ایمان و اعتقاد کا موازنہ وہی کہنا جو دل کی گہرائیوں کی آواز ہو جسکے ہر لفظ میں تڑپتے دل اور بیقرار سینہ اور نہایت خضوع اور غایۃ خشوع کا نشان نمایاں ہو۔ یہاں حسان مدنی اور حسن بریلوی اور محسن کاکوروی کی تحسین حقیقی حسن ہے۔ یہاں وجد آفرینی سے پہلے خود وجد میں آجانا ضروری ہے۔ یہاں شعر لکھنے سے پہلے سینکڑوں بار اسکو پڑھ پڑھ کر غریق بحر عشق مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ہو کر قلمبند کرنا ہے۔ یہ چیز کس قدر دشوار ہے کچھ پہلے عرض کر چکا ہوں اور کچھ اس وقت دنیا محسوس کریگی جبکہ شعریت کا کوئی ریسرچ کرنے والا اس بارے میں کبھی اپنا مفصل بیان دے گا۔

یہ مجموعہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس کا سب سے بڑا سرمایہ یہی نعت شریف ہے انہیں شرائط کے ساتھ جسکی طرف اجمالی اشارہ کر چکا ہوں اور میں اپنے اندر اتنی جرات نہیں پاتا کہ آپکے سامنے کوئی انتخاب پیش کرسکوں۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم — کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اسی طرح جس غزل کو لیجئے تضمین کو لیجئے بغیر آخر تک پڑھے جی نہیں بھرتا۔ منقبت میں نہ افراط نہ تفریط گر جوش عقیدت کا وہ عالم کہ جسکی منقبت ہے آپکو اس میں محو کردے۔ البتہ مواعظ حضرت کا ایک خاص حصہ ہے۔

اس مجموعہ میں آپ مواعظ حسنہ کا بڑا ذخیرہ پائینگے۔ حضرت مخدوم الملۃ کا خاص مسلک یہ ہے کہ ایمان و اعتقاد اس وارفتگی اور آپکے لفظوں میں دیوانگی کا نام ہے جو مومن کے دل میں بے ساختگی کے ساتھ اپنے مومن بہ سے خود بخود ہو جائے۔ اور پھر بحث کی آندھیاں اور عقل خرد کی زلزلہ انگیزیاں اپنا خفیف سا بھی اثر نہ کر سکیں۔ آپکی تبلیغ میں ایمان نام ہے ایک سکون ذہنی کا اور عقل محض سے بیگانگی کا موصل الی المطلوب عشق ہے۔ عقل محض نہیں ہے۔ آپ اللہ و رسول کے بارے میں بحث و مناظرہ والوں کو لفظ ایمان اپنے لئے استعمال کرنیکو گوارا نہیں فرماتے۔ آپکے نزدیک دانا صرف وہ ہے جو محبوب کا دیوانہ ہو جو محبوب کی محبت پر مطعون ہو وہی سچا محب ہے۔

ان چند سطور نے واضح کر دیا کہ یہ مجموعہ عشق و محبت کا مکمل ذخیرہ ہے۔ اگر تفصیل کے ساتھ ہر عنوان کو سامنے لایا جائے۔ تو یقیناً ہماری گفتگو کی درازی حجم کو بڑھا دیگی۔ اور پھر بھی پوری گفتگو نہ ہو سکیگی۔ اب آپ کے ہاتھ میں یہ ذخیرۂ جذبات ہے۔ ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں واقعات کے سلسلہ میں یہ کہدینا ضروری ہے کہ حضرت مخدوم الملۃ کے کلام کا بڑا حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ حضرت کو جمع کرنے کا خیال ہی نہ تھا جسکے ہاتھ لگا وہ لے بھاگا۔ کچھ حصہ "مجلۂ اشرفی" میں شائع ہوتا رہا۔ مگر مجلہ کے بند ہو جانے پر وہ سارا کلام بھی اب گمشدہ حال ہو گیا ہے۔ اور شاید دوسرے اڈیشن میں اس کو بھی پیش کیا جاسکے۔ جسکے لئے کوشش کی جارہی ہے۔ اس مجموعہ کی اشاعت سے پہلے قبل از تقسیم ہند جناب ماسٹر خورشید عالم صاحب امرتسری ثم لاہوری نے کچھ گنتی کے کلام کو بنام "نظّارے" شائع کیا تھا۔ مگر وہ نامکمل ہونے کے ساتھ اس قدر کم مقدار میں شائع ہوا کہ دو مہینے کے اندر ہاتھوں ہاتھ صرف پنجاب اور یو پی میں نکل گیا۔ اور قوالوں نیز نعت خوانوں نے اپنے حدود میں محدود کر لیا۔

اب یہ سعادت عبدالرزاق بھائی دھوراجی کی کمائی اور بھائی قاسم محمد اشرفی کی سعی و محنت کے لئے مقدر تھی کہ آج دنیا اس نعمت عظمیٰ سے مالامال ہو رہی ہے۔ فقط

نیازمند حاجی عبدالمجید تنگیگر

بقیہ صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۰	۶	رضا کا	رضا کو	۲۴۸	۳	العیقاء	العنقاءِ	۲۵۶	۹	السلامٌ	السلامُ
۲۳۲	۴	بکا	دبکا	″	۱۳	بڑھ رہا	بڑھا	″	۱۱	ہے	ہیں
″	۶	ماہ	ما	۲۵۰	۷	مرا	بڑا	۲۵۷	۴	اوراسلام سے کفو	تو پھر اور کیا کہیں
″	۸	یہ	بیہ	″	۹	یود	یودد	۲۶۱	۷	جو	جز
۲۳۳	۱۰	انکی	انکے	۲۵۴	۱۲	وید	دیدہ	۲۶۲	۷	طائع	طالع
۲۳۵	۱۰	کہر	گوہر	۲۵۵	۶	الآمری	الآخرہ	۲۶۳	۶	کوئی	کوئی ہے
۲۳۸	۷	آہ کو	آہ کی	″	۶	بالیدہ	بالیدۂ	″	۷	کوئی	کوئی ہو
۲۴۴	۸	ذولنورین	ذوالنورین	″	۹	رحمت للعلمین	رحمۃ اللعلمین	۲۶۴	۵	مییں	ومیں
۲۴۵	۶	اہل و	اہل	۲۵۶	۱	سَلّمہ	سَلِّمْ	″	۱۰	بیاں	جہاں
۲۴۸	۲	مَطاعِ کریمٌ	مُطَاعٌ کَرِیْمٌ	″	۳	ھبلی	ھَبْ لِی			تمّت	

ضروری نوٹ :- کتاب میں جہاں صؐ یا عمؑ یا رضؓ یا تعؒ یا رحؒ رموز لکھے ہیں انکی بجائے پورے جملے پڑھے جائیں۔ مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم تصحیح کی جو کوشش کی گئی ہے۔ اس نے ہم کو تھکا دیا پھر بھی جو غلطیاں ہیں وہ ناظرین براحت نظر سے خود درست فرما سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

مذہب عشق

نام ہی نام ہے جو کچھ ہے حقیقت کے سوا — راستہ کوئی نہیں اُس کی شریعت کے سوا
کچھ نہیں ہے مری اس ہستیٔ بے بُود کی بُود — خوابِ غفلت کے سوا وہم کی عِلّت کے سوا

سچ تو یہ ہے یہی سب کچھ ہے کہ کچھ بھی نہ رہے
طلبِ طالبِ مطلوب میں وحدت کے سوا

فرش پر عرش

غیر ممکن ہے کہ ظاہر ہو مظاہر سے جدا
کثرتِ جلوہ نہیں جلوۂ وحدت کے سوا
بس فقط ولولۂ حب کا تماشہ سمجھو
کیا حقیقت ہے مری اسکی مشیت کے سوا
پاس سجدے بھی نہ ہو روزے بھی نہ ہو حج بھی
حشر میں کام نہ آیا کوئی رحمت کے سوا
طالبِ ذات کہاں طالبِ لذات ہوا
میری فردوس ہے انگور کی جنت کے سوا
مرحبا مستویٔ عرش الٰہی ہو کر
لامکاں کون گیا ہے مرے حضرت کے سوا
دن کو ہشیار رہو رات کو بیدار رہو
چین کی نیند کہاں ملتی ہے تربت کے سوا
وائے نافہمیٔ گستاخ کہ سمجھا نہ انہیں
انکی تعظیم کو کہتا نہیں بدعت کے سوا
دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے
اسکی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا
وہی دریا ہی تو ہے موج کہو تم کہ حباب
یعنی اعجاز و کرامت نہیں قدرت کے سوا
فرض و واجب کے مراتب کا یہاں ہوش کہاں
مذہبِ عشق میں بولی نہیں سنت کے سوا
کیا کرے نعت پیمبر کی کوئی بسم اللہ
جسکے اجمال میں ہر چیز ہے تمت کے سوا
فضلِ ایماں ہی پہ ہے فضلِ نسب بھی موقوف
بولہب کے بھی لگا ہاتھ نہ تبت کے سوا

کیا ہے اس عالمِ کثرت کی نمود و بود   خود بدولت کے سوا قدرت و حکمت کے سوا
شامیانہ نہیں خورشیدِ قیامت کیلئے   کالی کملی کے سوا چادرِ عترت کے سوا

نسب حضرتِ صدّیق کا ہر یہ سید
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

حروفِ علّت

آئینہ خود نہیں تو صورت کیا   سر بسر حق نہ ہو تو سیرت کیا
کیا بتائیں کہ بود کثرت کیا   بے حقیقت کی ہے حقیقت کیا
دید ہو حشر میں ضرورت کیا   مختصر کو طویل مدّت کیا
اوج کی انتہا نہیں رہتی   پوچھیے مت کہ اجرِ خدمت کیا
دیکھنے والے کو دکھا دیجے   پردے پردے میں حسنِ طلعت کیا

جو نہیں ہے اسیرِ زلفِ نبی　　حرّیت اسکی کیا حکومت کیا
دشمنِ دیں پہ نہ بھیجئے لعنت　　اُنکے گستاخ کی مروّت کیا
بک گئے جنکے ہاتھ بک ہی گئے　　یہ نہیں ہے تو رسمِ بیعت کیا
اُن کے دیدار کا بہانہ ہے　　اور پھر خلد کیا ہے جنت کیا
ہے درِ یار کا یہی کوچہ　　ورنہ فرمایئے شریعت کیا
ایک کردے نہ طالب و مطلوب　　کوئی کہدے کہ وہ طریقت کیا
میں سمجھتا نہیں ہوں بے اُن کے　　قوم کیا ملک کیا ہے ملّت کیا
اُن کے دشمن سے میل ہے تو ترا　　دین کیا دین کی حمیت کیا
دلِ ویراں کو کردیا آباد!　　آگئے آج خود بدولت کیا
اہلسنت کے سامنے آئے　　تھانوی کی مجال ہمت کیا

نام تک میں ترے وہابی دیکھ
آئے تینوں حروفِ علّت کیا

اہل حق کی زباں سے سیف اللہ
تیغ کو کاٹتے میں غیرت کیا
غیر پر بھی نِگاہ جاتی ہے
معرفت کیا ہے پھر بصیرت کیا
مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
اس میں شک کیا ہے اسمیں حیرت کیا
دین و دنیا نبی کے ہاتھ میں ہے
اسمیں پھر شرک کیا ہے بدعت کیا
سن کے سیّد غزل مری بولے
آپ نے پائی ہے طبیعت کیا

سویدائے دِل

حشر میں بھی نہ نشانِ یدِ قاتِل دینا
سیکھ لے سیکھ رندوں سے کوئی دل دینا
اِس بھنور سے نہ الٰہی مِری کشتی اُبھرے

جس کی ہر موج کا دستور ہے ساحل دینا
یوں تو ہر ایک سوالی ہے درِ مولا کا
سیکھ لے جاتے ہیں کچھ ایسے ہیں سائل دینا
اپنے عشاق سے ان آنکھوں کا دن رات ہے کھیل
زندگی دینا کبھی زہرِ ہلاہل دینا!
حشر میں بھی نہ پڑے یاد تو انشاء اللہ
بس وہی ہوگا کسی کام کے قابل دینا
مِل گیا دل کو سُویدا کے عوض وہ دلدار
کوہ سے بڑھ کے رہا ایک مِرا تِل دینا
لیجئے لیجئے کچھ عُذر نہیں ہے سیّد
دل کے لینے سے مقدم ہے مگر دِل دینا

بحرِ کرم

ہوش و خرد عطا کیا اوجِ خودی دکھا دیا
جامِ شرابِ بیخودی جب سے مجھے پلا دیا
احمدِ حق نما دیا اشرفِ باخدا دیا!
مجھکو مرے کریم نے پیر بہت بڑا دیا
کھولا ترے حجاب نے اور میرے اضطراب نے
حسن کا سب کیا دھرا عشق کا سب لیا دیا
لیکے رہینگے کچھ نہ کچھ لیتے رہینگے کچھ نہ کچھ
سوتے ہوؤں کو چھیڑ کر آپ نے کیوں جگا دیا
آہِ ستم رسیدگاں قہر ہے قہر الاماں
فرش زمیں پلٹ دیا عرش بریں ہلا دیا

گریۂ چشمِ مصطفٰے رحمتِ خاص کبریا
جلتا ہوا بجھا دیا روتا ہوا ہنسا دیا
منگتوں نے دیکھا بارہا قطرہ بھی گر عطا ہوا
بحرِ کرم بہا دیا گوہرِ بے بہا دیا
عہدِ وفا تو لیجئے اتنا مگر بتائیے
اپنے وفا شعار کو آپ نے کیا صلہ دیا
تیری عطا پہ اشرفا سیدِ خستہ جاں فدا
منگتا کے لب ہلے نہیں حکم ہوا دیا دیا

اللہ رے شانِ گلشنِ زہرا کے پھول کی کرب و بلا کو رشکِ گلستاں بنا دیا
ہوئے
سمناں کا تخت چھوڑ کے غوث الوری یوں سلطنت کے ترک نے سلطاں بنا دیا

میں بن گیا ہوں بزمِ حسیناں کا آئینہ جلووں کے ازدہام نے حیراں بنا دیا

حسنِ ملیح یاد کی لذت نہ پوچھئے زخمِ جگر کو میرے نمکداں بنا دیا

اُنکے قدم کے صدقے غریبوں کی قبر میں تختے کو آ کے تختِ سلیماں بنا دیا

دستورِ عشق ہے کہ اُبھرتے ہیں ڈوب کر یوسف کو چاہ نے مہِ کنعاں بنا دیا

میری سیاہ بختی پہ جب رحم آ گیا کملی کو اپنی شمعِ شبستاں بنا دیا

جس نے نبی کو میرے کیا قابلِ ثناء
سیّد کو اس نے اُن کا ثناء خواں بنا دیا

جنونِ عشق

بغیرِ آلِ محمد خلد گر یابم نخواہم دید جزائے حبِّ ایشاں نار گر باشد فواشوقا

طوافِ خانۂ آں کعبۂ دیں کے کنم اِلاّ   خدا سازم بنامِ پاکِ اُو دنیا وَمَا فِیھَا
علی الاعلان میگویم نہ ترسم مفتیٔ و افتا   جبینِ دل بسوئے کربلا سجدہ کند سجدہ
قلم را بشکن و قرطاس را ہم چاک کن مُلاّ   کہ من ار وزن خواہم بجرمِ عشقِ آں مولیٰ
سوارِ کشتیٔ اُمّت لکَ الطُوبیٰ لکَ البُشریٰ   مُبارک باد بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرِیٖھَا وَمُرْسٰھَا
تشیعِ نام گر باشد ولائے آلِ مولیٰ را   خدا بیند خدا داند منم شیعہ منم شیعہ
اعنادِ اہلِ بیتِ مصطفےٰ اگر سنیت باشد   خداوندا مرا از سنیاں تو بہ و صد توبہ
برائے شیخ خود نالہ کنند و مرثیہ خوانند   مگر بہرِ حسین ابنِ علی گویند بدکلمہ

جنونِ عشق تو ہم داری اے انجدی بایں فرقے
حسینی را حسین ابنِ علی وقیسِ الیلیٰ

فصلِ دُرود

خدائی میں خدا کے جب پیامی کا پیام آیا   تو جھوما عرشِ اعظم جب زمیں بیت الحرام آیا

وہی فصلِ درود آئی وہی دورِ سلام آیا — مبارک عید میلاد النبی کا پھر پیام آیا
کسی نے مجھ سے جب پوچھا کہ تیرا کون حامی ہے — تو بے ساختہ میری زباں پہ تیرا نام آیا
میں صدقے اسمِ اقدس کے میں قرباں نامِ نامی پر — ترا ہم نام ہونا حشر کے دن میرے کام آیا
اسی نے کر دیا سید کو سید جب کہیں پہنچا
تو اٹھا شور وہ دیکھو محمد کا غلام آیا

حسابِ حشر

کہاں ہے زہد جو ممنونِ مدعا نہ ہوا — وہ رندی ہے کہ جو طالبِ جزا نہ ہوا
وہ دل جو رکھتا ہے لذّاتِ خلد ہی کی ہوس — صنم کدہ تو ہوا خانۂ خدا نہ ہوا
مجھے تو بخش دیا اُنکی شانِ رحمت نے — حسابِ حشر کے دن اب ہوا ہوا نہ ہوا
ترے گداؤں کی شاہنشہی تعالی اللہ — خدائی بھر کا سکندر ہوا گدا نہ ہوا

خدا کی چاہنے والی صفِ مقدس میں
بجز حضورؐ کے محبوبِ کبریا نہ ہوا
ہر ایک چیز تو چھوٹی مگر بحمد اللہ
مدینہ دل سے مدینہ سے دل جدا نہ ہوا
نجات امتِ عاصی عروج کلمۂ حق
رسولِ پاک کا چاہا ہوا وہ کیا نہ ہوا
وہ پردے پردے سے تیر افگنی معاذ اللہ
کہ قتلِ عام ہوا اور خون بہا نہ ہوا
حبیبِ خاص خدا ختمِ انبیاء و رسل
سوا حضورؐ کے کوئی بھی دوسرا نہ ہوا
وہ بے نیاز کہ طالب بہت ہوئے اسکے
کسی کا تیرے سوا طالبِ رضا نہ ہوا

ازل سے سب کا یہی چشم دید ہے سید
جو مصطفےٰ کا نہیں ہے وہ باخدا نہ ہوا

میکدہ بردوش

نہیں ہے بے سبب رندوں کا عصیاں کوش ہو جانا

انہیں کے دم سے ہے بحرِ کرم میں جوش ہو جانا
ازل میں چھیڑنا پھر چھیڑ کر خاموش ہو جانا
ابد تک اب تو ہے میرا سراپا گوش ہو جانا
درِ پیرِ مغاں میخانۂ عشق و محبت ہے
یہاں ہے زہد و تقویٰ آپ کا مئے نوش ہو جانا
بھلا دیر و حرم کی گتھیاں سلجھیں تو کیا سلجھیں
کہ جو کچھ راز ہے وہ یار کا روپوش ہو جانا
سویدائے دلِ مومن کی وسعت اے تعالی اللہ
کوئی دیکھے یہاں قطرہ کا دریا پوش ہو جانا
دیارِ یار کا دستور بھی کتنا نرالا ہے
یہاں بے ہوش ہونا ہے سراپا ہوش ہو جانا
یہ کس غازنگرِ ہوش و خرد کا ہے کرم سعید

میرا مئے نوش ہو کر میکدہ بردوش ہو جانا

داغِ جبیں

نہ رکھتا قبر کی تاریکیوں کا کچھ کھٹکا — مری جبیں پہ ہے وہ داغ انکی چوکھٹ کا
زمانہ کوثر و تسنیم جس کو کہتا ہے — وہ ایک گھاٹ ہے انکے کرم کے پنگھٹ کا
نکلتی اُنگلی ہے جیسے چراغ کی لَو سے — ٹکا کمر میں نہ اُس نورِ پاک کا پٹکا
علی کی جنگ کا نقشہ عجیب نقشہ تھا — اُسے اچھال دیا اس طرف اُسے جھٹکا
دیارِ عشق کا قانون ہی انوکھا ہے — اسی کو راہ ملی اس گلی میں جو بھٹکا
جہاں مرا نہ جہاں راکھ تک ہی باقی — یہ اُلٹی بات لقب ہے وہاں کے مرگھٹ کا

لحد کی نیند ہے سیّد عجیب میٹھی نیند
جہاں گذر نہیں فق فق کا اور کھٹ کھٹ کا

مئے ارغوانی

صبا مجھکو لیچل مدینہ اڑا کر جسے در گہِ آسمانی کہوں گا
نبی جی کی روضہ کی جالی پکڑ کر دکھی دل کی ساری کہانی کہوں گا
کسی کو بھلا ہوگی کب میری پرواہ جو میری طرف سے وہاں عرض کرتا
مدینہ میں پہونچوں یہی ہے ارادہ جو کہنا ہے خود ہی زبانی کہوں گا
نہ خوفِ خدا ہو نہ رنگ ندامت نہ شرم و حیا ہی کی ہو کوئی رنگت
نہ عرقِ جبیں میں ہو آبِ خجالت میں ایسے پسینے کو پانی کہوں گا
جو پُر خوف موجوں کے دھارے پلٹ دے ہوائے مخالف کے جھونکے الٹ دے
جو طوفاں کو ڈانٹے بھنور کو ڈپٹ دے یہی ہے جسے بادبانی کہوں گا
خرد مندوں کو کچلنا مسلنا نہ ہشیار کرنا نہ ہشیار رہنا
فقط مستیِ چشم کا مست رہنا اسی کو مئے ارغوانی کہوں گا

میری گفتگو کو نہ اغیار سمجھیں میرے راز تک لوگ ہرگز نہ پہنچیں
مِری اِصطلاحات کو وہ نہ جانیں میں لفظوں میں ایسے معانی کہوں گا
جو یادِ خدا میں لگا دے وہ آفت اٹھا دے جو دل سے حجاباتِ غفلت
مصیبت اگر کھول دے چشم عبرت اسے غم نہیں شادمانی کہوں گا
اگر سر وہ مانگیں کٹا دیجیے سر کو پئیں تو پلا دیجیے خون جگر کو
سمجھئے کہ محسن ہیں تیغ و تبر کو اسے عشق کی میزبانی کہوں گا
جو باطل پرستوں کو غمناک کر دے جو حق گوئی پر مجھکو بیباک کر دے
گناہوں کے دفتر کو جو پاک کر دے میں اس موت کو زندگانی کہوں گا
مجھے چھوڑ دے آجکل کا زمانہ نہ دکھلائے اپنے کرم کا خزانہ
نہ پینے کو پانی نہ کھانے کو دانہ اسی کو بڑی مہربانی کہوں گا
کھڑے رہ گئے کوندتی بجلیوں میں ہٹائے قدم تک نہ تیز آندھیوں میں
صدا حق کی سید نے دی ہے زمینوں میں بڑھاپے کو اسکے جوانی کہوں گا

رحمتِ عام

اللہ کے پیغمبر نے جب اونچا علَمِ الاسلام کیا
کعبے نے سلامی دی اس کی اصنام نے بھی پرنام کیا

اللہ اللہ وہ نام اُن کا ہم نام کو بھی سرنام کیا
سُبحانَ اللہ وہ کام اُن کا ناکام کو بھی خوش کام کیا

جب دیر و حرم نے تھکا ڈالا پایا تو انہیں دل میں پایا
آغازِ سُلوک کا مشکل تھا آسان مگر انجام کیا

دن یادِ رُخِ شہ میں گذرا شب بھر زُلفوں کا دھیان رہا
یُوں شام سے میری صُبح ہوئی یُوں صبح کو میں نے شام کیا

خُسرو ہے خسرو وہ جگ کا جو میرے نبی کا ہے بندہ
جامی ہے جامی وہ جسنے نوش ان کی ولا کا جام کیا

نیکوں کو کہا اللہ والا بدکار کو اپنا فرمایا
اللہ کی رحمتِ خاص نے یُوں رحمت کو اپنی عام کیا

یہ چرخ تمہارا زینہ تھا وہ عرش تمہارا فرش بنا
معراج کی شب جب بے پردہ جلوہ تم نے سرِ بام کیا

تعظیمِ نبی پر ہے غصہ ظالم توبہ کر ہاں توبہ
کچھ کام نہ آئے گا کلمہ گو وِرد برائے نام کیا

میں اپنے پیر کو پیر کہوں میں ایسے بیر کو بیر کہوں
وہ پیچ سِکھایا تھا میں نے جس پیچ سے نفس کو رام کیا

اَے سوزِ محبت زندہ باد اے دِل کی خلش پائندہ باد
انگاروں پہ نیند آئی ہے مجھے اور کانٹوں پر آرام کیا

سیدوں ظالم ڈوب گیا نہ یہیں کا رہا نہ وہاں کا رہا
بے اُنکے خدا تک جانے کا جس نے بھی خیالِ خام کیا

رازِ نہاں

اِدھر آ اگر نہیں ہے کوئی دوسرا سہارا
تِری رحمتوں نے مجھ کو سرِ حشر یوں پکارا

میں جدھر کو خود چلا تھا وہ تھا نار کا کنارا
مگر اس کی رحمتوں نے نہ کیا اسے گوارا

تیری انگلیوں کا پاکر مہ و مہر نے اشارا
کوئی ہو گیا دو پارہ تو کوئی پھرا دوبارا

تمہیں یاد جب کیا ہے تو پلٹ پڑا کنارا
تیرا نام جب لیا ہے تو الٹ دیا ہے دھارا

وہی مہرِ صبحِ اول وہی ماہِ شامِ آخر
وہ ازل کے رازِ نہاں وہ ابد تک آشکارا

نہ مرا نہ مر سکے گا کبھی اُن کا نام لیوا
کہ بھنور میں ڈوب کر بھی نہیں چھوڑتا کنارا

مرا عشقِ ناخدا میں یہی کھیل ہو گیا ہے
کِسی موج نے ڈبویا کِسی موج نے اُبھارا

اُنہیں دیکھنے کو دیکھا اُنہیں سوچنے کو سوچا
نہ کھلا مگر یہ عُقدہ کہ نبی ہے کیا ہمارا

رُخِ پاک و چشم و ابرُو کا یہ معجزہ ہے سیّدؔ
کہ بڑھا رہا ہے سُورج کی چمک کو چاند تارا

سِلسلہ لامکاں

وہ خدائی کا جب ناخدا مِل گیا   کچھ نہ پُوچھو کہ پھر تو خدا مِل گیا

کیا کہوں میں کہ طیبہ میں کیا مل گیا
سب ملا جب شہِ ماسوا مل گیا
قبر میں جلوۂ مصطفےٰ مل گیا
اُنپہ مرنے کا مر کر صلہ مل گیا
کیوں نہ تلوؤں میں گلہائے جنت کھلیں
خارِ طیبہ سے پئے آبلہ مل گیا
وصل کی دھڑکنیں ہجر کی اُلجھنیں
دِل کو دن رات کا مشغلہ مل گیا
وحیِ اللّٰہ کی ہے زبان آپ کی
اللّٰہ اللّٰہ گلے سے گلا مل گیا
بابِ عالی پہ حاجت نہیں شور کی
بے دُعا کے مجھے مُدّعا مل گیا
انکو بھیجا خدا نے ہمارے لئے
لامکاں تک ہمیں سلسلہ مل گیا
کیوں بلائیں نہ کرب و بلا کی میں لوں
بیٹھے بیٹھے مجھے کربلا مل گیا
احمد الانبیاء اشرف الاولیاءُ
لِلّٰہِ الحمدُ مرشد بڑا مل گیا

دونوں عالم سے سیّد غنی ہوگیا
جسکو سُلطانِ ہر دوسرا مل گیا

رُوح کا چارا

سوزش بدل گئی کہ شرارا بدل گیا
یہ مت کہو کہ آنکھ کا مارا بدل گیا

جب مغفرت نے تھام سفینہ لیا مرا
دریائے معصیت کا بھی دھارا بدل گیا

غش کھا گئے کلیم مگر ہنس پڑے حبیب
آنکھیں بدل گئیں تو نظارا بدل گیا

میں تارکِ مجاز حقیقت پسند ہوں
اب دل بدل گیا ہے دل آرا بدل گیا

ڈوبا ہوا کی آس میں ابھرا ترے طفیل
ساحل بدل گیا جو سہارا بدل گیا

یہ انقلاب گھر میں خدا کے الٰہی خیر
ممبر بدل گیا ہے منارا بدل گیا

اس پیچ و تاب کا یہ نتیجہ ملا انہیں
گیسو کو جس قدر بھی سنوارا بدل گیا

اب انکی شوخیاں ہیں متانت بھری ہوئی
ان چتونوں کا طرزِ اشارا بدل گیا

ان سر پھریوں کا سبب تو بتائیے
کیا گرمیِ مزاج کا پارا بدل گیا

وہ اتقا وہ زہد وہ پند اور وہ صلاح
جب رند بن گیا ہوں تو سارا بدل گیا

سعید نہ خوفِ حشر نہ دنیا کی شرم ہے
کیسے جیو گے رُوح کا چارا بدل گیا

نُورِ سرمد

نہ گل لیا نہ گلستاں لیا نہ لالہ زار لیا   نہ مال و زر نہ کوئی عیش روزگار لیا
میں صدقے جاؤں بڑا تحفہ شاندار لیا   خدا سے بخشش اُمّت کا جو قرار لیا
حضور آپ نے میدانِ حشر مار لیا

خیال و وہم سے بھی کس قدر تھی منزل دور   جھکی تھی پُشت کمر ہو چکی تھی چکنا چور
سہارا کچھ بھی نہ تھا ہو چکے تھے ہم مجبور   ترے کرم نے سرِ حشر جان کر مزدور
ہمارے سر سے گناہوں کا بوجھ اتار لیا

وہ پوچھے جاتے ہیں جن میں ہو شانِ اسلامی   کہ نامیوں کے یہاں باریاب ہوں نامی
مگر حضور نے دیکھی کبھی نہیں خامی   ہوئے وہ حشر میں ہر جُرم کار کے حامی

جہاں جسے کوئی مشکل پڑی پکار لیا
زمانہ کر دیا روشن نبی کی آمد نے　　اُجالا کر دیا عالم میں نورِ سرمد نے
گرے ہوؤں کو سنبھالا ہے دستِ احمدؐ نے　　بکھر کے حشر کے دن گیسوئے محمدؐ نے
ہمارے بگڑے ہوئے کام کو سنوار لیا
اسی میں حوصلۂ عشق کی بلندی ہے　　کہ اپنے یار کو ڈھونڈے جہاں کہیں ڈھونڈے
بھلا نہ کیوں نگہِ انتخاب ناز کرے　　لیا نہ حق سے اِس امت نے اور کوئی شے
نبی لیا تو شفیعِ گنہگار لیا
ہمیشہ کیجے پیمبر کا تذکرہ اے کیفؔ　　خدا کا ذکر ہے ذکرِ مصطفیٰ اے کیفؔ
بڑھا اسی سے ہے سیّد کا حوصلہ اے کیفؔ　　لیا کرم نے میرا نام بارہا اے کیفؔ
جو میں نے نام محمدؐ کا ایکبار لیا

صد آداب جزء رسول و ولی را
تحیات موئے نبی و علی (کرم) را

سلام علی من اتانا بشیرا ومن کان للخلق مولی نصیرا
سلام سلاما کثیرا کثیرا صد آداب جزء رسول و ولی را
تحیات موئے نبی و علی را

تحیات خوانم شہا دستگیرا سلام آورم پادشاہا امیرا
جوابے عطا کن ہر اک اشرفی را صد آداب جزء رسول و ولی را
تحیات موئے نبی و علی را

یہ معجز نمائی کا ہے اک ذخیرہ منور کیا اس نے جو دل تھے تیرہ
یہ ہے چاند کیا اُس نے سینوں کو چیرا صد آداب جزء رسول و ولی را
تحیات موئے نبی و علی را

کلیجہ بھوا مورا کٹ کٹ کے کیرا　　تو نینن بیں توری نینن کے ہیرا
ستائے نہ سید کا اب کونو پیرا　　صد آداب جزء رسول و ولی را
تحیات موئے نبی و علی

گنبدِ خضرا

بہاروں پر ہے کیا باغ و بہارِ گنبدِ خضرا
کہ جنت کی بہاریں ہیں نثارِ گنبدِ خضرا
نبیوں کی ولیوں کی فرشتوں کی گذرگاہیں
فلک تمثال ہے قرب و جوارِ گنبدِ خضرا
یہ کوہِ طور کیا چرخِ چہارم کیا کہ پہونچیں ہیں
دنیٰ کی رفعتوں پر شہ سوارِ گنبدِ خضرا

فلک پر کہکشاں صورت زمیں پر ذو فشاں ہیں تیرے
سراپا نور ہیں گرد و غبارِ گنبدِ خضرا

یہاں کے لاکھوں ذرّے عرشِ اعظم سے بھی افضل ہیں
تعالی اللہ اے عزّ و وقارِ گنبدِ خضرا

اسی سے اس کی شانِ مرکزیت صاف ظاہر ہے
مدارِ خلق ہے دار و مدارِ گنبدِ خضرا

مذاقِ آبلہ پائی کے حق میں رشکِ گُل یہ ہے
مِری فردوس ہے ہر خار دارِ گنبدِ خضرا

کوئی گیسو پہ صدقے کوئی عارض پر نچھاور ہے
یہی ہے رات دن لیل و نہارِ گنبدِ خضرا

تجھے جیسا وہاں دیکھا کہیں ویسا نہیں دیکھا
الٰہی پھر دکھا دے وہ دیارِ گنبدِ خضرا

گواہی پر اسی کی آخری ہے فیصلہ سب کا
کھلے گا حشر کے دن اعتبارِ گنبدِ خضرا

بِلا تاوِیل جنّت کی فضائیں دیکھ لیتا ہوں
جہاں یاد آگئے نقش و نگارِ گنبدِ خضرا

بھلا اسکی بڑائی کو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نگارِ کبریا ہے جب نگارِ گنبدِ خضرا

چھتر منزلِ حبیبِ کبریا کا اے تعالی اللہ
فلک سے بھی بڑا ہے افتخارِ گنبدِ خضرا

غریبوں بیکسوں بے آسروں کے یہ ٹھکانے ہیں
قیامت تک ہیں سب رہگذارِ گنبدِ خضرا

ابھی ہو جائیگا طے فرش سے تا عرش سیدؔ
مجھے یاد آگئے چابک سوارِ گنبدِ خضرا

نوح کی نیّا

سَلام ہو تم پر علی جی کے پیارے نبی جی کے سر کاندھے کے چَڑھَیّا
بتُول کے نور حسَن کے سرور رسُول کی گود کے کھیل کھلَیّا
ہندی غلام دُو دَو کر جوڑ رہے آٹھو پہر ٹیرے توری دُھَیّا
سُن لیو اوکری ہے مورے داتا ہے سرکار عرب کے بسَیّا
پیّاں پڑت ہیں بنتی کرت ہوں گوڑ کی لیوں ہیں توری بلَیّا
مُجھ بے کس کی لیو کھَبریا ہے اُمّت کی نوح کی نَیّا
ڈوبے کا کاہے ڈرے سیّد کہ اِمام حسینؓ ہیں او کے کھوَیّا
اِمام ہیں آپ اِمام کے باپ اِمام کے پُوت امام کے بھَیّا

شہنشاہا معینا دستگیرا مرشدا خواجہ
طفیلِ رحمتِ للعٰلمین چشمِ کرم برما

ولی الہند سلطانِ ولایت چشت کے راجا   سخا و جود کے فضل و عطا کے فیض کے دریا
مرے مولا مرے آقا مرے حامی مرے داتا   کھڑا ہے در پہ خالی ہاتھ پھیلائے ترا منگتا

شہنشاہا معینا دستگیرا مرشدا خواجہ

طفیلِ رحمتِ للعٰلمین چشمِ کرم برما

تعالی اللہ کیا ہیں خوبیاں حسنِ شمائل کی   زمانے میں مچی ہے دھوم پاکیزہ خصائل کی
ذرا سن لیجئے کچھ داستاں اک دلِ گھائل کی   خبر لے اے کریم ابن کریم اپنے سائل کی

شہنشاہا معینا دستگیرا مرشدا خواجہ

طفیلِ رحمتِ للعٰلمین چشمِ کرم برما

حوادث کی تغیر آفرینی ہوگئی بے حد   کمالِ را زوالِ و ہر زوالِ را کمال آمد
بہت کاٹی شبِ فرقت اسے کر دیجئے اب رد   نکل اے آفتابِ حسنِ سرمد از پئے احمد

شہنشاہا معینا دستگیرا مرشدا خواجہ
طفیلِ رحمت للعٰلمیں چشم کرم برما

ہر اک خواجوں کے خواجہ آپ کو سرکار کہتے ہیں وہی سردار ہیں جو آپ کو سردار کہتے ہیں
جہاں میں آپ کے دامن کو گوہر بار کہتے ہیں کھڑے چوکھٹ پہ ہم بھی بر سرِ دربار کہتے ہیں

شہنشاہا معینا دستگیرا مرشدا خواجہ
طفیلِ رحمت للعٰلمیں چشم کرم برما

مجھے گھیرے ہیں ہر جانب سے اب شور و فتن آقا کہ میں ہوں ناتواں اور لاکھوں ہیں رنج و محن آقا
ذرا سید کی سن لو از برائے پنجتن آقا قیامت تک رہے آباد تیری انجمن آقا

شہنشاہا معینا دستگیرا مرشدا خواجہ
طفیلِ رحمت للعٰلمیں چشم کرم برما

فرزند رسولؐ

فرزند رسولؐ امام حسینؑ سے جب سے مدینہ چھوٹ گیا
نازک تھا بہت نازوں کا پلا وہ شیشۂ دل جو ٹوٹ گیا

دیکھا کیسے یہ تو نے فلک اے غیرت حق اللہ الصمد
اک ظلم شعار ستم پیشہ فرزند رسولؐ کو لوٹ گیا

قائم رہے کیسے ارض و سماں زینبؑ نے لاشۂ شہ سے کہا
نانا کا مزار تو چھوٹا تھا بھائی کا بھی دامن چھوٹ گیا

اللہ اللہ کیا وہ نقشہ تھا عابدؑ کی زباں پر جاری تھا
اس غربت و کرب و بلا میں کیا ہم سب کا نصیبہ پھوٹ گیا
کیوں دل میں ہمک سی اٹھی ہے یہ کیسی گریہ و زاری ہے
کیوں دامن صبر و رضا سید سجادؑ ترے چھوٹ گیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَدِیفْ ب

منزَلِ عرفاںْ

دونوں گیسو نہیں اُس عَارضِ تاباں کے قریب
ناگنیں رہتی ہیں دو گویا گلستاں کے قریب

جسطرح دھوپ ہے خورشیدِ درخشاں کے قریب
اِک مکاں اور بھی ہے منزلِ عرفاں کے قریب

پاس وہ رہتے ہیں ہم سب کے تو حیرت کیا ہے
میزباں رہتا ہے ہر حال میں مہماں کے قریب

آج وہ دعوئ ایمان کیا کرتے ہیں !!
زندگی بھر جو بھٹکتے ہیں ایماں کے قریب

مسجدِ طیبہ میں یوں بیٹھے ہیں زائر جیسے
جنّتی لوگ کسی خلد بداماں کے قریب

دُور و نزدیک برابر ہے ان آنکھوں کے لئے
ملکیّت کیوں نہ رہے دیدۂ نگراں کے قریب

عشق بازوں کے سوا کس کو خبر ہے اسکی
کافری کرکے پہونچ جاتے ہیں ایماں کے قریب

آج محسوس مجھے ہوتا ہے اُن کا آنا !!
خوُن اچھلتا ہے مرا تارِ رگِ جاں کے قریب

کفر سے کفر بغلگیر نظر آتا ہے !
کیوں نہیں ہوتے مسلماں بھی مسلماں کے قریب

مصحفِ روئے منوّر میں ہے تیغِ ابرو
یعنی تلوار رہا کرتی ہے قرآں کے قریب
موت آئے تو درِ پاکِ نبی پر سیّدؔ
ورنہ تھوڑی سی زمیں ہو شہِ سمناں کے قریب

مہمانِ عنبر

مرحبا صلِّ علیٰ روحِ عجم جانِ عنبر   عزّتِ دینِ عرب شوکتِ ایمانِ عنبر
ابروئے پاک ہے یا قبلۂ ایمانِ عنبر   مصحفِ روئے منوّر ہے کہ قرآنِ عنبر
سلطنت اسکو کہا کرتے ہیں ماشاءاللہ   ماسوا اللہ کا سلطان ہے سلطانِ عنبر
جگمگا اٹھا ہے ناسوت بھی لاہوت بھی آج
عرش پر دھوم سے ہے دعوتِ مہمانِ عنبر

کیوں نہ شاہی ہو فدا ایسی شہنشاہی پر
بابِ عالی کے گدا ہو گئے شاہانِ عرب
یہ اُسی در کی گدائی کا تصدق سمجھو
جو تھے سلطانِ عجم ہیں وہ سلیمانِ عرب
چوطرف دیکھئے جانبازوں کا اک میلہ ہے
سر بکف پھرتے ہیں اس کوچہ میں مردانِ عرب
بولے پڑھ کے بِہَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَان
کونسی قوم عرب ہی میں ہے شیطانِ عرب

اسکو مرنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے سید
رُوح میں جسکے اتر آئے ہوں وہ جانِ عرب

رَدِیف پ

فضائے طیبہ

وہ خدا ہے جو ہمیشہ سے رہا آپ ہی آپ
دوسرا کوئی نہیں پیدا ہوا آپ ہی آپ
شغل دن رات کا ہے آہ و بکا آپ ہی آپ
ہائے وہ دل جو گرفتار ہوا آپ ہی آپ
مرحبا کیسی ہے طیبہ کی فضا آپ ہی آپ
ہر طرف چھایا ہے اک نورِ خدا آپ ہی آپ

بے وسائل کے کوئی کام نہیں ہوتا ہے
نہ جیا کوئی نہ کوئی ہے مرا آپ ہی آپ
قتلِ عشاق کا آخر یہ نتیجہ نکلا !!
رہ گئے بزم میں اب بے رفقا آپ ہی آپ
یہ اُسی جنبشِ دامن کا ہے صدقہ ورنہ
کہیں گلشن میں چلی بھی ہے ہوا آپ ہی آپ
جب کبھی گنبدِ خضرا پہ نظر پڑتی ہے
لب پہ آجاتا ہے اے صلِّ علیٰ آپ ہی آپ
کامیابی تو ہے موقوف کرم پر اُن کے
نہ دوا کام کرے کچھ نہ دعا آپ ہی آپ
حشر میں جاتے ہوئے مل گئی کالی کملی
مُفت میں ہو گیا سید کا بھلا آپ ہی آپ

ردیف ت

حسنات کی رات

رات ہے رات تو بس طیبہ میں صلوات کی رات
ذوق کی شوق کی تسلیم و تحیات کی رات

وہ بھی کیا رات جو ہو خواہش و لذات کی رات
ہے شبِ قدر اگر ہو طلبِ ذات کی رات

نہ تہجد نہ مناجات نہ کچھ ذکر نہ فکر
ہائے اب تک نہ گئی تیری خرافات کی رات

شبِ معراج شبِ قدر کہ میلاد کی شب
یہ وہ راتیں ہیں جنہیں کہتے ہیں برکات کی رات

آتشِ رُخ سے بڑھی گرمیٔ بازارِ جہاں
بال جب کھول دیئے ہو گئی برسات کی رات

زلفِ شبگوں میں بھی اور خالِ رخِ یار میں بھی
دیکھ لے دیکھنا جسکو ہو کرامات کی رات

ہمہ دم گوش بر آواز ہیں اور چشم براہ
کیسی بیدار ہے ہر رندِ خرابات کی رات

ساغرِ یار مئے یار درِ یار سے کام!!
اُن کے میخواروں کی ہر رات ہے حسنات کی رات

اسکو اپنایا ہے مشکل سے نبی زادوں نے
شبِ عاشورہ کو کہئے کہ ہے سادات کی رات

رات بھر ہوتی اذاں ہے درِ میخانے پر
مومنو آؤ کہ آئی ہے عبادات کی رات

نیند کا نام نہیں اُونگھ سے کچھ کام نہیں
اُنکے ہجور کی ہے اہل سماوات کی رات

دِن ہے نجدی کا تو وہ زلزلہ و فتنہ ہے
رات کمبخت کی اوہام و فسادات کی رات

فاتحہ کرتے ہیں احباب تمہارا سید
ہے شبِ گور تری تحفہ و سوغات کی رات

حُلاّج کی رات

رات ہے رات تو واللہ یہی آجکی رات — شہسوارِ عربی صاحبِ معراج کی رات
جسکی شوکت پہ فدا تخت کا دن تاج کی رات — وہ شہنشاہِ عرب ہے ترے محتاج کی رات
حسرتِ دید نکالینگے وہاں جی بھر کے — ہے شبِ گور بڑے کام بڑے کاج کی رات
شبِ معراج شبِ قدر کہ روزِ محشر — تیری شاہی کا کوئی دن ہے کوئی راج کی رات
حق پرستی کو ملی زُلفِ سیہ کی زنجیر — ہر گھڑی اب تو یہاں رہتی ہے حُلاّج کی رات
دوش تک آئے ہیں بکھرے ہوئے شبگوں گیسو — یا کہ ہم خانہ بدُوشوں کے لئے لاج کی رات

ہو شبِ گور تجھے اب تو مُبارک سیّد
دفترِ جرم سے ہے وہ ترے اخراج کی رات

خلدِ بداماں

وادئ وسعتِ دِل رشکِ گلستان شدنی است
کہ گلِ عارضِ آں یار نمایاں شدنی است

خلعتِ نوریہ بر کرد و شنید از جبریل!!
میزبانِ ہمہ در کسوتِ مہماں شدنی است

عقل از مدرسہ ز خانقہ عشق آمدہ اند
شاید ہمیں دم شدنِ دست و گریباں شدنی است

گرد چوں سیر دلم حضرتِ مرشد فرمود!!
کہ ہمہ داغ تو خورشید درخشاں شدنی است

عرض کردیم کہ از فیضِ قدوم قدمت
ایں جھونپڑہ چہ عجب کوچۂ جیلاں شدنی است

گفت مرشد بہ رہی گر نزاعِ مَن وَ تُو
در گہت بارگہہ اشرف سمنان شُدنی است
بُود در مکہ چو سَیل بہ مدینہ رُخ کرد!!
کعبہ ہم گفت کہ این خُلد بداماں شُدنی است

آغوشِ حُب

بعد از خدا خلیلِ حبیبِ الٰہ کیست   بعد انبیا شہنشہِ ذی فضل و جاہ کیست
افضل زِ عام و خاص سپید و سیاہ کیست   برتر ز عرش درگہ عالم پناہ کیست
روح الامیں طوّاف کُن بارگاہ کیست
خورشید اقتدار ہے کسکی جبینِ طلق   بارعب و پرجلال ہے کسکی رداء و دلق
جسکا ہو گفتہ گفتۂ حق کونسے حلق   بعد از رسولِ پاک کہ شد تاجدارِ خلق

تاجِ سرِ پیمبرِ برحق کلاہ کیست
ہے کون یہ سپہرِ صداقت کا آفتاب   ایمان بالنبی میں جو رکھتا نہیں جواب
دنیا میں کِس کا عرفہ ہے صدق و صفا جناب   صدّیقؓ اکبر است کرا در جہاں خطاب
خِلعت عیاں ز ناصیۂ رشکِ ماہ کیست

جس جا لئے ہوئے ہے وہ خود واجب الوجود   آغوشِ حب میں شاہدِ حق کو بصد شہود!
یہ کون دوسرا ہے وہاں بر سرِ نمود!   در غارِ ثور ثانیٔ خیر الوریٰ کہ بود!!
ایں فضل از خصائصِ بے اشتباہ کیست

مسند الیہ معنا تو ہے لائقِ سجود   اِذ قالَ والے پر تو ہے اللہ کا درود
قرآن میں لِصاحِبِہٖ کس کا ہے وجود   در غارِ ثور ثانیٔ خیر الوریٰ کہ بود
ایں فضل از خصائصِ بے اشتباہ کیست
جس راہ میں یگانہ نہ بیگانہ کا وجود   ہر موردِ نبی پہ یہ کس کا ہوا ورود
یہ کون اعتمادِ نبوت کا ہے عمود   در غارِ ثور ثانیٔ خیر الوریٰ کہ بود

ایں فضل از خصائصِ بے اشتباہ کیست

وہ یُؤتِی مَالَہٗ یَتَزَکّٰی میں ہے بے عدیل   وہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ہے جس کا رُخِ جمیل
ہاں کسکو کہہ رہا ہے اُولُو الفضلِ بے مثیل   بر اکرمیت آمدہ اَتْقٰی کرا دلیل

نزدِ خدا برائے فضیلت گواہ کیست

سُرمہ مَلک بنائیں یہ ہے کس گلی کی خاک   چرچے میں کس کے رہتے سمک سے ہیں تا سماک
ہاں مصطفےٰ نے کسکی بچھائی جہاں پہ دھاک   ثابت کرا کمال شرف از حدیث پاک

ظاہر ز کُنتُ مُتَّخِذاً عز و جاہ کیست

کس پُھول میں رسولؐ کی خُوبُو ہی ہُو بہو   اشبہ نبیؐ پاک سے ہے کون مُو بہ مُو
ہے کس کا فضل؟ جسمیں نہیں کوئی گفتگو   آں ذی شرف کدام کہ فرض است حُبِّ اُو

ہر بندۂ مطیعِ خدا خاکِ راہ کیست

کس دُم قدم سے زہر بھی تریاق ہوگیا   کس نے عرب کی خاک کو کندن بنا دیا
اُسکی نظر کو عرف میں کہتے ہیں کیمیا   مس را کند طلاء و کس را کند ہما

قدرت نُمائے ربِّ دوعالم نگاہ کیست

مٹی میں کس سے مل گیا کسریٰ کا اعتداد   قیصر کے سارے قصر کئے کس نے نذرِ باد
کس نے ڈبویا کشتیِ کفار بدنہاد   آتش کہ زد بہ خرمنِ اربابِ ارتداد

وقتِ جہاد فتحِ مبیں خیرخواہ کیست

کس کی جلن میں کفر ہمیشہ جلا کیا   چہرہ منافقوں کا دھواں کس نے کر دیا
مرتد ہے کس کے رعب کی گرمی سے سوختہ   دود از دیارِ کفر بر آوردہ بارہا!

تخریبِ اہلِ جور شعارِ سپاہ کیست

لِکھا ہو نام زیب دہِ تختۂ ارم   لکھتے ہیں کس کی منقبتیں لوح پر قلم
مدح کس کا آپ ہے شاہنشۂ قدم   بر قرصِ آفتاب کہ شد منقبت رقم

ایں احترام برتریِ پائے گاہ کیست

ہے کون وہ رسولؐ پسند و خدا پسند   سنّت سے جسکی اہلِ فلک بھی ہیں بہرہ مند
یہ کس امام نے ہے زمیں کو کیا بلند   سُبّوحیانِ چرخ کرا متّبع شُدند

مرغوبِ ہر فرشتہ گلیمِ سیاہ کیست
کِس کے نسب کا شجرہ ہے صد افتخارِ نسل ہاں کس صحابیؓ کی ہے صحابیؓ ہی فرع و اصل
سَیَّں کِسے نصیب ہوا ہے بھلا یہ وصل احسن بجز خلیفۂ اول بدونِ فصل
در پہلوئے رسولِ خدا خوابگاہ کیست

ردیف ٹ

جھُوٹ

کعبۂ دل کی پاسبانی جھُوٹ بُت کریں ایسی مہربانی جھُوٹ
چھا گئے بوالہوس زمانے پر ہو گئی عشق کی کہانی جھُوٹ
اہلِ باطل کو بولتے دیکھا کلمۂ حق مگر معانی جھُوٹ
کذب بازوں آج اب تعجب کیا
ہے قیامت اک نِشانی جھُوٹ

اب رعایا کی خیر کیسے ہو
جب ہے بنیادِ حکمرانی جھوٹ

سچ کی دنیا تو ہوگئی ہے ضعیف
آج ہے بر سرِ جوانی جھوٹ

ہوگیا انقلاب کے ہاتھوں
جھوٹ سچ صادق البیانی جھوٹ

کچھ غرض آپڑی ہے کیا مجھسے
بے سبب اب ہے قدردانی جھوٹ

یہاں بے جی کی بولیاں ہیں غلط
دیوبندی کی نعت خوانی جھوٹ

خاتم الانبیاء کے بعد نبی
جھوٹ ہے او بے قادیانی جھوٹ

اُن کو حق نے بنایا حق سید
حق کی ہوتی نہیں کہانی جھوٹ

ردیف ث

شجرِ بے ثمر

نہ رہی مجھ پہ وہ پہلی سی نظر کیا باعث
ہوگئے آپ کے انداز دگر کیا باعث

مر کے کچھ سوچو تو ایوان بنانے والو!
رہ گیا آپ کا گھر کوئی نہ در کیا باعث

اے ستم گار ستم گاروں کے انجام کو سوچ
اس شجر میں نہیں آتے ہیں ثمر کیا باعث

بہرے ہو جاتے ہیں کیا جور و ستم کے عادی
نہ اگر سنتے ہیں کچھ بھی نہ مگر کیا باعث

آپ کا دعوئے توحید غلط ہے ورنہ
شرک و توحید ہوں یوں شیر و شکر کیا باعث

کانپتے رہتے ہو ہر ایک سے توبہ توبہ
نہ رہا حشر کا کچھ خوف و خطر کیا باعث

خوب دیکھا بھی اسے کچھ بھی نہ دیکھا اس کو
بس چکا چوند میں ہیں اہلِ نظر کیا باعث

آگئے آ گئے وہ قبر میں آنے والے
اب تڑپنے کا دلِ خستہ جگر کیا باعث

نہ ہنسی لب پہ نہ وہ حسن بیانی سید
سوچتے رہتے ہو کچھ آٹھوں پہر کیا باعث

ردیف ج

گنجینۂ پنہاں

بے پردہ تھا گنجینۂ پنہاں شبِ معراج
اللہ کی قدرت تھی نمایاں شبِ معراج

فرش پر عرش

بس واقعہ اتنا تھا مِری جاں شبِ معراج   جاناں سے مِلا جلوۂ جاناں شبِ معراج
مِن۔ اَین۔ مَتیٰ۔ کَیف۔ اِلیٰ سبکو تھی حیرت   ادراک تھا انگشت بدنداں شبِ معراج
تھا شانِ خدائی کا گزر بزمِ قدم میں   کِس اوج پہ تھا رتبۂ اِمکاں شبِ معراج
اللہ کو اِن آنکھوں سے خود دیکھ کے آیا   اِنسانوں کی آنکھوں کا اِک انساں شبِ معراج
یہ کِسکے قدم آئے کہ اب اوج پہ پہونچی   خوش بختی تعمیرِ سلیماں شبِ معراج
اِنکار کا حق کِس کو پہونچتا ہے جو پہنچا   قرآں کے قریں صاحبِ قرآں شبِ معراج
تا طور گئے موسیٰ تو تا چرخ مسیحا   تا عرش گئے شاہِ رسولاں شبِ معراج

بارانِ کرم دیکھ کے سید کبھی تو آیا
ہاتھوں میں لیئے دفترِ عصیاں شبِ معراج

ردیف چ

دامنِ رحمت

بے سبب بنتے نہیں دل کو وہ ہیں تیور آنچ   کبھی کندن نہ ہو کھا جائے نہ جب تک آنچ

ارے ظالم یہ کہیں پھونک نہ دے خرمنِ ظلم　　آہِ مظلوم سے کوئی بھی نہیں بڑھکر آنچ
سرد مہری کے سبب گرم وہ تیور نہ رہے　　ایسی ٹھنڈک سے تو ہے میرے لئے بہتر آنچ
میری تر دامنی میں خوف کے انگارے ہیں　　دیکھئے دیکھئے آتی ہے سرِ کوثر آنچ
آپ جل جاتی ہے غصہ میں شقی القلبی　　آگ ہو جاتے ہیں کھا جاتے ہیں جو پتھر آنچ
آتشیں رخ پہ ترے خال کرامت ہے کوئی　　کیسے بارود کا دانہ یہ رہا سہکر آنچ
قوم کا کوئی تڑپ جائے تو تڑپے سب قوم　　جیسے جب پاؤں جلا آنے لگی سر پر آنچ
اے شفاعت کے دھنی لاکھ جہنم بھڑکے　　آپکے ہوتے ہوئے آنے لگی کیونکر آنچ

چل گئی دامنِ رحمت کی ہوا اب سیّد
رہ گئی رہ گئی وہ نار کی سب بجھکر آنچ

ردیف ح

نقشِ کالحجر

فلک گئی تو مری آہ شور و شر کیطرح　　مگر وہ بات کہاں آپ کی نظر کیطرح

وفا شعار تغافل شعار کیسے ہوں   مری نظر نہ پھر گئی تری نظر کیطرح
مجھے ہے ناز مری بندگی کی ہے معراج   کہ انکے کوچہ میں ہوں خاک رہ گزر کیطرح
ہماری خاک اڑا کرتی ہے اسی در پر   قیام بھی ہے مگر مستقل سفر کیطرح
یہ سینہ میرا یہ دل میرا یہ جگر میرا   یہ گھر ہے آپکا ہے یہاں آج گھر کیطرح
کبھی نہال توقع میں پھل نہیں آتے   اُمیدیں ساری ہیں اشجار بے ثمر کیطرح

اُمید چھوڑئیے سید یقیں سے لیجے کام
وہ اعتقاد جو ہو نقش کالحجر کیطرح

ردیفِ خ ۔

فصلِ بہاری

پیتوں کی شان ہے اللہ والی شاخ شاخ   کہتی رہتی ہیں کہ ہر اللہ والی شاخ شاخ
اپنے خالق کے لئے تسبیح میں مصروف ہیں   پتہ پتہ ٹہنی ٹہنی ڈالی ڈالی شاخ شاخ

وہ محویت ہو کسی لب کے خوابِ شیریں میں   کہ اُٹھوں قبر سے محشر کے اختتام کے بعد
ہر ایک رُوح نے بیشک بَلٰی کہا لیکن   رسُولِ پاک علیٰ سُ وتحِیہ السّلام کے بعد
بتوں نے تیرا بگاڑا ہی کیا ہے اے واعظ   اُنہیں بھی دیکھتا چل کعبۃ الحرام کے بعد
ہٹایا یار نے روزِ الست ہی پردہ   حجاب رہ نہیں جاتا ہے اِذنِ عام کے بعد
نہ وہ مٹھاس کسی میں نہ وہ ادائے لطیف   کلام کس کا سنیں آپ کے کلام کے بعد
چلو تو کوچۂ جاناں کی سیر کو سیّد
مقام ملتا ہی رہتا ہے ہر مقام کے بعد

سَراپا نوُر

ہرا قُرآں ہے روئے محمدؐ   سَراپا نور ہے موئے محمدؐ
گلستانِ جہاں میں اور کیا ہے   مگر ہاں صرف خوشبوئے محمدؐ

آئینو الو کہ ہیں سایہ گستر و سایہ فگن　　باغ میں ہے مظہرِ شانِ جمالی شاخ شاخ
ہیں عبادت کے طریقے کو سکھانے کیلئے　　ہاتھ پھیلائے ہوئے بنکر سوالی شاخ شاخ
مَیں تو کہتا تھا کہ ہے فصلِ بہاری گُر قریب　　لو خزاں کے ہاتھ اس نے بیچ ڈالی شاخ شاخ
شاخ ابرو شاخ گیسو شاخ دست و شاخ پا　　اُس قدِ موزوں کی ہے کیسی نرالی شاخ شاخ

اُس قدِ زیبا کے آگے کوئی آسکتا نہیں
باغ میں سیّد مری ہے دیکھی بھالی شاخ شاخ

ردیف د

کوچۂ جاناں

نبیؐ کا نام ہے ہر جا خدا کے نام کے بعد　　کہیں درود کے پہلے کہیں سلام کے بعد
نبیؐ ہیں سارے نبی پر شہِ انام کے بعد　　کہ دانہ دانہ ہے تسبیح کا امام کے بعد
اُسی میں نفع ہے جو کام ہو نظام کے بعد　　بچت کی ہوتی ہے اُمید انتظام کے بعد

آغوشِ قبر

یا رب کبھی گئی نہیں اہلِ جہاں کی نیند
بس رِند ہیں کہ اُونگھ کہاں کی کہاں کی نیند
سونا نصیب ہو گا تو آغوشِ قبر میں
یعنی کبھی اچٹتی نہیں ہے وہاں کی نیند
بیداریاں بلند نصیبوں کو ہیں نصیب
میں نے کبھی سُنا ہی نہیں آسماں کی نیند
کمبخت جاگ جاگ پڑا سو رہا ہے کیوں
اے دِل تجھی نے پائی ہے کیا کُل جہاں کی نیند
اللہ پہ یقین نہ مظلوم میں تڑپ
کتنی بُری ہے آہ یہ شور و فغاں کی نیند

کچھ بھی تو شورِ حشر کا خطرہ نہیں نہیں
پائی جنہوں نے طیبہ میں امن و اماں کی نیند
آنکھیں تو سو رہی ہیں مگر دل ہے جاگتا
اللہ رے رسولِ خدائے جہاں کی نیند
زندوں میں ہے شمار نہ مُردوں میں ہے شمار
کتنی بُری بلا ہے یہ پیر و جواں کی نیند
سیّد یہی ہے حکم تو فوراً چلے چلو
اب ٹوٹنی ہے جلد ہی ہندوستاں کی نیند

تعمیرِ ایماں

بہ عشقِ مصطفےٰ در دل چو پیدا آہِ سوزاں شد

بہ بالا رفت دودش ابر شد بارید طوفاں شد
رَداءِ کُنتُ کنزاً مَخفِیا پوشید پنہَاں شد

بہ میداں خَلَقتُ الخَلق بر آمد نمایاں شد
بہ یادِ شعلہ رویش در دلِ آتش مزاجِ من

شرر افتاد بر تابید خورشیدِ دَرخشَاں شد
تَعَالَی اللہ علوئے درجۂ آں مصحفِ رُویش

خطش شد آیتے ہم سُورتے بگرفت قرآں شد
ہویدا شد ہلالِ از انعِکاسِ ناخنِ پایش

بُبوسید آں کفِ پائے مبارک ماہِ تاباں شد
بہ فرش آمد برائے جملہ عالم میزباں گشتہ

قدم بر عرش زد در لامکاں برسید مہماں شد
بہ پرس از اہلِ دِل ایں ارتقاء وسعتِ دل را

برون از سینہ شد فرش قدم گردید داماں شد
زہے ساعت کہ خونم ریخت از شمشیر ابرویش
خوشا وقتے کہ دل شد سرخرو لعلِ بدخشاں شد
برائے مصطفےٰ مردن برائش زیستن سید
بریں تعمیرِ ایماں و بریں تکمیل ایماں شد

سَلَامٌ

لٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ
لَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدٍ   اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدِ
اَنَّہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوْا عَلَیْہِ دَائِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

نعمتیں بانٹتے ہیں وہ ان پہ خدا کی نعمتیں   رحمتِ دو جہاں ہیں وہ ان پہ کروڑوں رحمتیں
کعبۂ عرش کی یہ دھوم انکے قدم کی برکتیں   اُن پہ درود بیشمار انکے لئے تحیتیں
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
نامِ خدا کی رات رات عالمِ نور کی برات   صَلِّ عَلیٰ کی بات بات بات نہ کہئے ہے نبات
عقل سے ماورا ہے ذات فہم سے ماورا صفات   مستو چلو لگائیں ہم دھوم سے نعرۂ صلوات
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
شور تھا آمنہ کے گھر وقتِ ظہور مرحبا   جان کی جان مرحبا دل کے سرور مرحبا
کعبہ سے آتی تھی صدا اے میرے نور مرحبا   خانۂ دل میں آئیے میرے حضور مرحبا
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
آئیے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ   نام ہو اولیا کے ساتھ حشر ہو انبیا کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کرتے ہیں خدا کے ساتھ   پڑھئے درود جھوم کر سید خوش نوا کے ساتھ
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

رَدیف ڈ

گھُمنڈ

عمل پر نہ ہے اِتّقا پر گھمنڈ
ہمیں ہے شہِ انبیا پر گھُمنڈ
تمہیں زاہد و زہد پر ہے غرور
ہمیں ہے شفیع الورٰی پر گھمنڈ
خدا کی عبادت خدا ہی کا خوف
یہی بس یہی ہے خدا پر گھُمنڈ
خزاں بھی تو آئیگی اک دن ضرُور
نہ کر اے گلستان صَبا پر گھُمنڈ
جنہیں یاد ہے روز اول کا عہَد
کریں کیوں نہ قَالُو بَلٰی پر گھُمنڈ
اثر ہی اثر ہے اگر کچھ نہ ہو
دوا پر گھُمنڈ اور دُعا پر گھُمنڈ
الٰہی زمانہ کا کیا رنگ ہے
کہ کرتے ہیں جرم و خطا پر گھُمنڈ
گھُمنڈی نہ کہئے اُسے جو کرے
شہیدانِ کرب و بلا پر گھُمنڈ

نہ دولت پہ سیّد روا ہے غرور

نہ جائز ہے بالِ ہُما پر گھمنڈ

ردیف ذ

تعویذِ مزار

خدا کی حمد ہے لیل و نہار کا تعویذ
درودِ پاک ہے روزِ شمار کا تعویذ

وہی ہے گلشنِ عارض وہی ہے مصحفِ رُخ
بہار آپ ہے اپنی بہار کا تعویذ

وہ شامِ گیسوئے شبگوں وہ صبحِ عارضِ دوست
مری نظر میں ہے لیل و نہار کا تعویذ

ہیں صدق و عدل و حیا و سخا کا بند ہوں
ازل سے سینے ہوں میں چار یار کا تعویذ

قسم ہے اے لبِ اُمّت نواز تیری قسم
ترے سوا نہیں عیسیٰ شعار کا تعویذ

مدینہ دیکھ کے رضواں نے بھی کیا اقرار
یہاں کا خار ہے باغ و بہار کا تعویذ

اِدھر بھی نور اُدھر نور اور وہ خود نور
نگار خانہ ہے یا اس نگار کا تعویذ

ہے نام پنجتنِ پاک نقشِ دل میرا   بلا ہے مجھکو یہ پروردگار کا تعویذ
میں اپنی قبر کو جنّت نہ کیوں کہوں سیدؔ
کہ نقش ہائے نبی ہے مزار کا تعویذ

ردیف ر

آبشارِ کوثر

خفا نہ ہو جئے رندوں کے دامنِ تر پر   اِس آبشار کی چادر چڑھی ہے کوثر پر
نہ بتکدہ ہے نہ بامِ حرم مرے سر پر   جہاں نہ گھر ہے نہ در ہے پڑا ہوں اُس در پر
ہزاروں دیکھے ہیں تدبیر کے جنازوں کو   اٹھائے جاتے ہیں دوشِ سرِ مقدّر پر
اٹھانا ہے تو اٹھا دیجئے ابھی پردہ   ذرا سی بات کو رکھ چھوڑئیے نہ محشر پر
نگاہِ یار کی تیر افگنی معاذ اللہ   نہ رحم آئے جگر پر نہ قلبِ مضطر پر
جئے انہیں کے لئے اور مرے انہیں کیلئے   حیات آنکھوں پہ صدقے ممات ٹھوکر پر
فلک سے فخر سے کہتی ہے کربلا کی زمیں   تو ایک مہر پہ نازاں ہے میں بہتّر پر

کسی نے لکھی ہے قرآں کی گر بیضادی   نگاہ ڈالئے اُن کے رُخِ مدوّر پر
قضا دُلہن کی طرح آئیگی اگر سیّدؔ
نثار ہو کے مرو تربتِ پیمبر پر

بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

اکدن کا ذکر ہے کہ شہنشاہِ بحر و بر   قرباں ہوں اُنکے نام پہ سب مادر و پدر
اللہ کے خلیفہ خدائی کے بادشاہ   مسجد میں تھے سریرِ نبوت پہ جلوہ گر
پروانہ وار سارے صحابہ تھے ہر طرف   بیٹھے ادب سے سب تھے ادھر کچھ تھے کچھ اُدھر
اللہ کا کلام لبِ مُصطفٰے پہ تھا   اتنے میں آئی گوشِ مبارک میں یہ خبر
آئے ہوئے ہیں سارے صنادیدِ کفر کے
کہتے ہیں لوٹ لینگے مدینہ کو گھیر کر

تیر و کمان و خنجر و تیغ و تبر لئے
سب جمع ہو گئے ہیں ذلیل اور مقتدر
اِسلام کیخلاف قسم کھا چکے ہیں آج
سر پھر گیا ہے ایسا اٹھائے ہوئے ہیں سر
یہ سنکے پھر رسول علیہ السلام نے
اُمت پہ ڈالی مہر و محبت کی اِک نظر
فرمایا بیچتا ہوں میں فردوس کی زمیں
جو چاہے کر لے آج ہی جنت میں مستقر
سارے صحابہؓ بولے کہ اے میرے پادشاہ
لِلّٰہ خلد میں ملے ہم سب کو ایک گھر
فرمایا پہلے دام تو لاؤ ہمارے پاس
جو کچھ تمہارے گھر میں ہو سب جان و مال و زر
دوڑے مہاجرین بھی انصارِ پاک بھی
خوش ہو کے سوچنے لگے یہ حضرتِ عمرؓ
جیتوں گا آج حضرتِ صدیقؓ سے ضرور
رکھتا تھا جسکی حسرت و ارمان عمر بھر
اِعلم وہی ہیں ہم میں کسی کو نہیں کلام
اَتقیٰ وہی ہیں اسمیں نہیں موقع نظر
ہر رات وہ قیام و قعود و سجود میں
ہر دن اُدھر نبی کے قدم چل پڑے جدھر

وہ یُؤْتِی مَالَہٗ یَتَزَکّٰی میں بے مثال
قرآں میں ہے لِصَاحِبِہ اُن کا مفتخر

علم و عمل میں اُنکا مقابل نہیں کوئی
فضل و کمال وہ ہے جو روشن ہے دہر پر
لیکن خدا نے مال زیادہ مجھے دیا
جو دونگا میں دلائینگے آخر کہاں سے زر

سارے صحابہ لائے اٹھا گھر سے نصف مال
خوش ہو رہے تھے دیکھ کے خود سیدالبشر
فاروقؓ نے تو ایسی کی تنصیف مال کی
ٹوپی کا ایک پلّہ لیا دو ہوئے اگر

نعلین ایک جفت سے بھی ایک لے لیا
دونوں طرف ہیں جیسے مساوی بلا ضرر
دم بھر میں مال و زر کا اک انبار ہو گیا
فرمایا بادشاہِ دو عالم نے دیکھ کر
اللہ کے سپاہیو اے میرے ساتھیو
کیا زر سے خالی کر دیا تم سب نے اپنا گھر
سب نے کہا کہ اے مرے شاہنشہِ کریم
اہل و عیال سارے ہمارے ہیں بے خطر
ہم نصف مال چھوڑ کے آئے ہیں انکے پاس
یہ صرف نصف مال ہے جس پر کہ ہے نظر
اتنے میں آئے حضرتِ صدیقؓ بھی وہاں
کملی اوڑھے ہیں کملی کی گٹھڑی ہے زیبِ سر
قدموں پہ لا کے آقا کے گٹھڑی کو رکھ دیا
رو کر کہا کہ نذرِ غریباں یہ اک نظر

فرمایا ای خدا کے عتیق ای مرے خلیل   تم لائے کیا ہو تھا ہی بھلا کیا تمہارے گھر
کی عرض لیکے آیا ہوں جو کچھ بھی گھر میں تھا   حاضر ہے اے حضور حضوری میں ماحضر
پوچھا کہ بال بچوں کو بھی کچھ دیا۔ کہا   اللہ کے رسول کی رحمت بھری نظر
دیکھا اسے تو حضرتِ فاروق نے کہا   صدیق کا کوئی نہیں ہمسر ہے سر بسر
عِلم و عمل میں کوئی بڑھے انسے کیا مجال   ہر فضل ہر کمال کے ہیں مرکزی مقر
انکے مقر کا خلد میں لاریب ہے قرار   گستاخ کیلئے ہے فقط نارِ مستقر
کیا بڑھ سکیگا کوئی بھی صدیقؓ سی کبھی   جب بڑھ سکے نہ آپ سے خود حضرتِ عمرؓ
سید اسی کو دیکھ کر ارض و فلک تمام   کہنے لگے کہ ای شجرِ صدق کے ثمر

بعد از خدا رسولِ خدا گشتۂ ہمچنیں
بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

بے چینی سے تھی زمین ساکت   آیا تھا سرِ فلک کو چکر
اللہ رے شانِ بے نیازی   اب بھی تھا چٹائیوں کا بستر
تب حضرتِ عائشہ نے کی عرض   اصحاب کا ہے ہجوم در پر
اب آگیا امام برحق   جو وقتِ نماز ہے مقرر
سب کہتے ہیں اے خلیفہ اللہ   پڑھوائیے نماز آ کر
یہ سن کے امام دو جہاں نے   جلدی سے ہٹائی رُخ سے چادر
فرمایا بنیں امام بوبکرؓ   سب پڑھ لیں نماز ساتھ جا کر
کی حضرتِ عائشہ نے پھر عرض   اس حکم پہ ہو نگاہِ دیگر
صدیقؓ ہیں دل کے نرم بے حد   وہ آپ کی جا کو خالی پا کر
بے چینی سے بیقرار ہونگے   تڑپیں گے تڑپ کے جائینگے مر
فاروقؓ کو یا غنیؓ کو کہئے   یا آج بنیں امام حیدرؓ
صدیقؓ کے حال پہ کرم ہو   یہ بار اٹھائینگے وہ کیونکر

فرمایا امام ہیں ابوبکرؓ
وہ بعد میرے ہیں سب کے رہبر

بندوں کو خدا کے سامنے پیش — وہ بعدِ نبی کریں گے بہتر
مروی ہے کہ بی بی عائشہؓ نے — اِس بات کو عرض کی مکرر
بوبکرؓ کا تھا خیال اُن کو — مَرجائیں نہ وہ لگا تھا یہ ڈر
کہنے لگیں ہیں ضعیف صدیقؓ — رحمت کی نظر غریب پرور
فرمایا کہ عائشہؓ۔ یہی حکم — ہے حکم خدائے پاک برتر
اللہ کا حکم اور تبدیل — توبہ توبہ یہ ہوگا کیونکر
جو انکا مُقِر مُقَر ہے انکا — منکر اُن کا ہے آپ مُنکر
تب حضرتِ عائشہؓ ہوئیں چپ — صدّیقؓ بنے امام جاکر
یوں رب کے خلیفہ نے خلیفہ — صدّیقؓ کو خود بنایا کھل کر
اس بات کو دیکھکر خلافت — بولی کہ نبی کے بعد برتر

نازت بکشم کہ نازنینی

مَروی ہے کہ دو جہاں کا سَرور اللہ کا آخری پیمبر
وہ جس کا کہ نامِ پاک سُن کر صدقے ہو پدر فدا ہو مادر
تفسیرِ ضحیٰ رُخِ مُنوّر وَالَّیل کہ گیسوئے مُعنبر
یٰسٓ کا حُلّہ زینتِ بر طٰہٰ یا شملۂ مُعطّر
جن کا ہے لقب خَلِیْفَۃُ اللہ اَعْلیٰ اَوْلیٰ اَعَزّ اَکْبر
تھے حضرتِ عائشہؓ کے گھر میں اصحاب کا تھا ہجوم باہر
اے نائبِ حق امامِ برحق حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ لب پر
حضرت کو تھا تپ تپش کا یہ حال وہ سارا جسد بشکلِ مجمر
وہ کرب کہ اَمْثَلُ فَالْاَمْثَلْ وہ درد جہاں ہو جس سے مضطر
چھالے رخِ آتشیں نے ڈالے اس ہاتھ میں جس نے چھو لیا سر

گر بر سرِ چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

رضائے یار

مِل نہیں سکتا خدا انکا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھئے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

ڈوبنا کیسا کِسے کہتے ہیں طوفاں کیا ہی موج
پا گئے ساحل کو ہم اُن پر سفینہ چھوڑ کر

موتیوں کے مول تُلوایا مجھے میزان میں
میری پیشانی نے دو قطرے پسینہ چھوڑ کر

اُسکو تجھسے تجھکو اُس سے کام کیا نادان طبیب
جو شفا پاتے ہیں اربابِ مداوا چھوڑ کر

لن ترانی کا گزر اِس میری وادی میں نہیں
آئیں موسیٰ دل میں میرے طورِ سینا چھوڑ کر

کِس قدر دھوکے کی ٹٹّی ہے فریبِ آرزو
پا گئے ہم یار کو ساری تمنّا چھوڑ کر

دین و دنیا کو رضائے یار پر کر کے فِدا
لُوٹ لو دونوں جہاں کو رسمِ شِکوہ چھوڑ کر

پڑ گئے انگور زخمِ دل میں نالے مژگانِ یار
چھیڑ دے لِلّٰہ پھر تیروں کا گچھا چھوڑ کر

مثلِ سیّد محفلِ جاناں میں جو چاہے وہ آئے
ہاں من و تو کا مگر جھگڑا قضیہ چھوڑ کر

ساغرِ مئے

فقط ہے رند کی تقدیر کی کتاب میں یار
کبھی نہ دیکھے گا زاہد خیال و خواب میں یار

عجیب شان سے کوثر بکف جنان دوش
سنا ہے حشر میں ہو گا بڑے شباب میں یار

طلب کے نام سے بھی بوالہوس نے کی توبہ
جو سن لیا کہ ہے خنجر کی آب و تاب میں یار

بشر کی اصل و حقیقت وہ خاک جانے گا
کہ جس نے دیکھا نہیں شکلِ بوتراب میں یار

بچا نہ کوئی بھی پردہ جنوں کے ہاتھوں سے
مری نگاہ سے ہرگز نہیں حجاب میں یار

نہ موت آتی ہے اسکو نہ جینے پاتا ہے
تمہارے ہجر کا مارا ہے کس عذاب میں یار
اتار لایا ہے شیشہ مین انکو ساغرِ مے۔
شراب پیتے ہی دیکھا کہ ہے شراب میں یار
کِدھر کو جاؤں کوئی رہنما بتا دیتا
کہ میکدے میں ہے یا دارِ احتساب میں یار
یہ آپ حشر کے میداں میں آئے کیوں سیدؔ
جنوں والے ہیں کس مد میں کس حساب میں یار

شانِ فقر

نسیم پر نہ صبا پر نہ باد صَرصَر پر   میں اُڑ رہا ہوں تو زورِ ہوائے دلبر پر

نہ بیگناہی نہ کچھ نیکیوں کے دفتر پر ہمارا تکیہ ہے اپنے شفیعِ محشر پر
نہ سلسبیل نہ تسنیم پر نہ کوثر پر مری نظر ہے نگاہِ خمار پرور پر
وہ اقتدار کہ بیٹھ آئے عرشِ اکبر پر یہ شانِ فقر کہ لیٹے نہ نرم بستر پر
کسی کو چیر دیا ہے کسی کو کھینچ لیا یہ دبدبہ ہے ترا ماہ و مہر و خاور پر
کبھی تو حشر کا ساماں کبھی خراماں ہے کسی کی چال کا پرتو پڑا امقدؔ پر

ہر ایک زخمِ جگر کہہ رہا ہے یہ سیّد
میں اُنکے تیر کے صدقے نثار خنجر پر

ردیف ڑ

حیدری مدد

اے بوالہوس پہاڑ ہے یہ مرحلہ پہاڑ
ہشیار! بارِ عشق ہے سب سے بڑا پہاڑ

پہونچے کلیم طور پہ پہونچے حبیب عرش
فرمائیے کہ عرش کجا اور کہاں پہاڑ
اللہ رے جلال تجلّی کو دیکھکر !
غش کھا گئے کلیم تو شق ہو گیا پہاڑ
ہم نے ازل میں بارِ امانت اٹھا لیا
چکر فلک کو آ گیا تھرا گیا پہاڑ
اللہ کا کلام اترتا پہاڑ پر !
سب دیکھتے کہ اڑ گیا ہو کر ہوا پہاڑ
ہر حسن میں ہے حسنِ نشیب و فراز بھی
جیسے کہ مرغزاروں میں ہے جا بجا پہاڑ
تھک تھک گئے کسی کے ہلائے نہ ہل سکا
کہنے لگے کہ تیرا عقیدہ ہے یا پہاڑ

فرہاد نے زمانے کو کر کے دکھا دیا
ہمت کے سامنے ہے بھلا چیز کیا پہاڑ
سید کو بار بار علیؓ حیدری مدد
کرب و بلا کے ٹال دیئے بارہا پہاڑ

ردیف ز

غریب نواز

غریب آئے ہیں در پر ترے غریب نواز
کرو غریب نوازی مرے غریب نواز
تمہارے در کی کرامت یہ بارہا دیکھی
غریب آئے ہیں اور ہو گئے غریب نواز

تمہاری ذات سے میرا بڑا تعلق ہے
کہ میں غریب بڑا تم بڑے غریب نواز
لگا کے آس بڑی دُور سے میں آیا ہوں
مُسافروں پہ کرم کیجیئے غریب نواز
نہ مجھ سا کوئی گدا ہے نہ تم سا کوئی کریم
نہ در سے اٹھوں گا بے کچھ لئے غریب نواز
حضور اشرفِ سمناں کے نام کا صدقہ
ہماری جھولی کو بھر دیجئے غریب نواز
زمانہ بھر سے مجھے کر دیا غنی سیّد
میں صدقے جاؤں تری جوگ کے غریب نواز

آہِ شرربار

جان رکھتا ہے ترا کشتۂ پندار ہنوز
بے نیازی کی قسم روک نہ تلوار ہنوز

تیوریاں دیکھئے تانے ہیں وہ سو بار ہنوز
میری جانبازی کی تقدیر ہے بیدار ہنوز

مستی دید سے ہے لغزشِ رفتار ہنوز
شوخ ہے حشر میں بھی ان کا گنہگار ہنوز

ہاں مرے گیسوؤں والے ذرا ایکبار ہنوز
مر کے بھی رکھتا ہوں شوقِ رسن دار ہنوز

انکی تعظیم سے نجدی کو ہے انکار ہنوز
اور پھر دعوئ ایمان پہ اصرار ہنوز

دُور ہے منزلِ جاناں کہ چلی روزُ الست
اور پہونچی نہ وہاں آہِ شرر بار ہنوز

دیکھکر میری جوانی کا جنازہ بولے
اسکی خاموشی میں ہے شورشِ گفتار ہنوز

اب کہاں جائیگا اے نامِ نبی سے بیزار
حشر میں بھی ہیں وہی مالک و مختار ہنوز

تو جہاں پہونچا ہے مسجد نہیں میخانہ ہے
چھوٹی سیّئں نہ ترے تقوی کی کردآ ہنوز

ردیف س

زہد و تقویٰ

حاجیو آؤ چلیں احمدِ مختار کے پاس   شافعِ روزِ جزا اپنے مددگار کے پا

حج اگر حج ہے تو پھر تکملۂ حج کے لئے   آؤ کعبے سے چلیں کعبے کے سرکار کے پاس
چل پڑو زمزم و کوثر کا جہاں ہے چشمہ   رحمتِ خاص ہے کے اس مجمع الانہار کے پاس
ڈھونڈتے تھے جسے عرفات و منیٰ میں دن رات   اُسی مطلوب کے گھر بار کے دربار کے پاس
بابِ کعبہ کی حضوری کی سند ملتی ہے   قبلہ و کعبۂ دل یعنی درِ یار کے پاس
گلِ صحرائے مدینہ کو کوئی کیا جانے   گلشنِ خلد نظر آتے ہیں ہر خار کے پاس
سفرِ طیبہ کے انکاری کو ہم نے دیکھا   کوئی فی النار ہے اور کوئی ابھی نار کے پاس
قطرۂ عرقِ جبیں نذر کرو عرض کرو!   اور کیا رکھا ہے سرکار گنہگار کے پاس
اے مسیحا اسے کہتے ہیں مسیحائی دوست   تندرستی کی دوا مانگے ہے بیمار کے پاس
مجرمِ عشق سے سیکھے کوئی زہد و تقویٰ   کونسا اجر نہیں ایسے گنہگار کے پاس

اور کس ہاتھ سے ملتی ہے سیادت سیدؔ
ساری سرداری ہی سرداروں کے سردار کے پاس

ردیف ش

زورِ خطابت

گل بھی خاموش ہیں بُلبُل کا گلا بھی خاموش
دل کی خاموشی سے ہے ساری فضا بھی خاموش
چپکے ہی چپکے اِشاروں میں کہیں پہنچا دل
جسکو خاموش دیا اس نے لیا بھی خاموش
ساعتِ اَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ میں
فرش خاموش تھا اور عرشِ عُلا بھی خاموش
ہم ترے ہیں تو ترا شور مچائیں گے ضرور
بیٹھتے ہیں کہیں اربابِ وفا بھی خاموش
آسماں والوں کے ہر کام میں خاموشی ہے

دیکھئے آتی ہے ہم سب کو قضا بھی خاموش
میں نہیں ہوں تو ترے بزم میں سناٹا ہے
تم بھی خاموش ہو محفل کی فضا بھی خاموش
مجھ کو چپ کرنے سے پہلے یہ بتا دو تو مجھے
چپ کرانے سے ترے کوئی ہوا بھی خاموش
اُسی شیطاں کو کہا کرتے ہیں گونگا شیطاں
حق کے اظہار پہ ہو جو کہ ذرا بھی خاموش
اَللہ اللہ رے یہ زورِ خطابت سیّدؔ
تم نے خاموش کہا اس نے سُنا بھی خاموش

چوٹ پہ چوٹ

مجرم کو ہے حکم زہد خاموش   اے مجرم کرم دکھا تو دے بےبسی

مانا کہ بڑا ہوں معصیّت کوش
ہے سب سے بڑا اگر خطا پوش
مت پوچھ مقامِ مست و مدہوش
اڑتا ہے یہاں پہ ہوش کا ہوش
اے تیرِ نگاہ ! چوٹ پر چوٹ
مَے نوش ترا ہے اب بلا نوش
اللہ رے اِذنِ روزِ اول !
ابتک ہے الستؔ راحت گوش
کچھ جُرم نہیں ہے رُوئے زیبا
اے حُسن بتا کہ کیوں ہے روپوش
دامن کو نچوڑ دے اگر رند
کوثر کے بہاؤ میں پڑے جوش
اے خانہ بدوش دل مُبارک
وہ زلف پہنچ چکی تا دوش
کیا حشر میں آرہا ہے سیّد
رحمت کی کھلی ہوئی ہے آغوش

ردیف ص

اخلاصِ بے ریا

گرسنہ روح کی غذا اخلاص
دردِ دل کیلئے شفا اخلاص

وہ نہیں ہے تو دین پھر کیسا   دینداری کی ہے بِنا اخلاص
اُنسے اُنکے عدو سے بھی رشتہ   یہ طریقہ کجا؟ کجا اخلاص
غیر سے وَاسطہ نہیں رکھا   آئیے دیکھئے مِرا اخلاص
قُلْ هُوَ اللّٰه دِل پہ کندہ ہے   رونگٹا رونگٹا ہے با اخلاص
اُنکے رندوں کا خاص حصّہ ہے   دل میں رکھتے ہیں بے ریا اخلاص
دل میں کچھ اور لب پہ ہی کچھ اور   ایسا اخلاص ہے بُرا اخلاص
لائے اُن سے نفاق منکر کو   جنسے رکھیں ملائکہ اخلاص

سیّد اخلاص اُنکا ہے جنکا
ہے پسندیدۂ خدا اخلاص

ردیف ض

گوہرِ بے بہا

کیوں نہ ہو سارا جہاں اُنکا مریض   پاتا ہے آرام جاں اُنکا مریض

زندگی کی کوندتی ہیں بجلیاں   باندھتا ہے جب سماں انکا مریض
آہ کرتا ہے تو جھڑتے پھول ہیں   گلفشاں ہے گلفشاں اُنکا مریض
بے بہا گوہر ہیں قطرے اشک کے   ڈھالتا ہے موتیاں اُنکا مریض
اسکو سکتہ اسکو چپکر دیکھ کر   ہے زمین و آسماں اُنکا مریض
اے شفاک اللہ سنکر کہہ پڑا   الاماں صد الاماں اُنکا مریض
مردۂ بے جاں کو زندہ کر دیا   ہے مسیحائے زماں اُنکا مریض
عشق یوں کر دیتا ہے کایا پلٹ   ہے جوانِ پہلواں اُنکا مریض

بانتظار رہتا ہے سید زندگی
ہو گیا ہے بیگماں اُنکا مریض

ردیف ط

شاہکار سید

حضرتِ ناصح ہیں سراپا غلط   خود غلط اِملا غلط انشاء غلط

نالۂ دل کی رسائی جھوٹ ہے
آہ کی تاثیر کا دعویٰ غلط
طرزِ بیدادِ ستم ان کا صحیح
رسمِ اندازِ وفا میرا غلط
اُنکی ہر ہر بات بالکل ٹھیک ہے
میں نے جو اُنسے کہا سارا غلط
راستی ہی راستی انکا وجُود
میری ہستی وہم سر تا پا غلط
سر سے پہلے چاہیے دل کا جھکاؤ
یہ نہیں ہے گر تو پھر سجدہ غلط
میں کبھی دل سے نہ نکلا آپکے
بولئے سچ کہہ رہا ہوں یا غلط
کچھ کیا جسنے نہ غفلت کے سوا
دین بھی اسکا غلط دنیا غلط

آپکے سیّد کا ہے یہ شاہکار
آپ سے بولا نہیں ہرگز غلط

ردیف ظ

خدا حافِظ

اُن کے مقتل میں جا خدا حافِظ
اے مِرے دِل ترا خدا حافِظ

چل پڑا بتکدہ کی سیر کو وہ اُسکے ایمان کا خدا حافِظ
آج پہلے پہل جو نِکلا دِل آپ ہی کہہ پڑا خدا حافظ

تیری منزل کی کوئی حد ہی نہیں اے دِل یا خدا خدا حافِظ
کیا ہوا ہے ہماری کشتی کو کہنا پڑا ناخدا خدا حافظ

اور اب کس طرح کریں رخصت کہہ چکے بارہا خدا حافظ
بے سہارا نہیں ہیں ہم محشر تجھکو آنا ہے آ خدا حافظ
اُنکے رندوں سے مت اُلجھ واعظ اپنا لے راستہ خدا حافظ

ٹل گئیں سینکڑوں بلا سیدؔ
لب پہ جب آگیا خدا حافظ

ردیف ع

منزلِ فنا

خدا کے حکم سے سارے ہیں باخدا نافع

کہ اس نے جس کو بھی چاہا بنا دیا نافع
یہ دین کس سے ملا یہ نجات کس نے دی
خدا گواہ کہ سارے ہیں انبیاء نافع
انہیں وسیلوں سے اللہ کا کرم پائیں !
مِرا عقیدہ ہے سارے ہیں اولیاء نافع
بچیگا کیسے مسیحا نفس ترا بیمار
دوا کِسی کی ہے نافع نہ ہے دعا نافع
جو اُن کے رند ہیں درماں طلب نہیں ہوتے
کہ عشق بازوں کو ہے دردِ لا دوا نافع
خدا جو چاہے تو امرت ہو موت کا باعث
اگر وہ چاہے تو ہو جائے سنکھیا نافع
وہ بتکدے کو چلے ہیں تو آپ دیکھیں گے

خدا کو چھوڑ کے بت بھی کبھی ہوا نافع
اسی لیئے تو بلا نوش انکو کہتے ہیں
کہ عاشقوں کے لئے ہے تو ہے بلا نافع
جو مٹ گئے ہیں وہ ہرگز نہیں مٹے سید
بقا کی راہ میں ہے منزلِ فنا نافع

ردیف غ

داغِ ہُنر

کوثر نواز ہیں مرے دامانِ تر کے داغ
اِس داغ نے مٹائے مرے عمر بھر کے داغ
باغ و بہار اپنا ذرا دیکھ جایئے

گُل بُوٹے عشق کے ہیں ہمارے جگر کے داغ
مستی میں بھی تو رکھتا ہوں تھم تھم کی میں قدم
دامان بے ہنر پہ یہی ہیں ہُنر کے داغ
اکبر کے غم میں شاہ نے امُت کو دی دُعا
یارب کوئی پدر نہ اٹھائے پسر کے داغ
یارب کبھی نہ پھوٹیں نہ اچھے ہوں آبلے
مِشکل سے مل گئے ہیں یہ اُس رہگذر کے داغ
کچھ لوگ ہیں کہ کرتے نہیں ہیں کوئی دُعا
ڈرتے ہیں پڑ نہ جائیں کہیں کچھ اثر کے داغ
تشبیہ اُن کے تلوؤں سے میں کسطرح سی دوں
جبتک کہ مٹ نہ جائیں یہ سارے قمر کے داغ
اس قد کو میں جو سرو صنوبر کہوں تو کیوں

اُن پر تو ہیں لگے شجر بے ثمر کے داغ
سیّد یقین ہی ہے جو دھبوں سے پاک ہے
ہیں بدترین داغ اگر کے مگر کے داغ

ردیف ف

دربارِ اشرف

کرامت بار ہے سرکارِ اشرف
بڑا دربار ہے دربارِ اشرف

تعالی اللہ درِ دربارِ اشرف
عجب دربار ہے دربارِ اشرف

ضیا کعبہ کی طیبہ کی تجلّی
یہی انوار ہیں انوارِ اشرف

زمانے بھر کے داناؤں کے دانا
بڑا ہشیار ہے میخوارِ اشرف

مرے دامن کو تو کوتاہ کر دے　　مدد اے دستِ گوہر بارِ اشرف
یہ کہہ کر رازداں چپ ہو گئے ہیں　　کہ ہیں سِرٌّ مِّنَ الْاَسْرارِ اشرف
نہ اجڑا ہے نہ اجڑے تا قیامت　　بہارِ بے خزاں گلزارِ اشرف
خدا کو پوجنا اشرف کا دستور　　خدائی کی مدد کردارِ اشرف

میں انکے عِشق کا مجرم ہوں سیّد
مجھے کہتے ہیں عصیاں کارِ اشرف

ردیف ق

خانقاہِ پیر و مرشد

یار تک پہونچی تو پہونچی راہِ عشق　　اے تعالیٰ اللہ عزّ و جاہِ عشق
لگ گئی ہے عقل کی دنیا میں آگ　　کیا ادھر گزری کسیکی راہِ عشق

ڈوبنے والوں کو ساحل مل گیا   پوچھئے یوسف سے کیا ہے راہِ عشق
یہ مرے قلب و جگر کا داغ داغ   کوئی مہرِ عشق کوئی ماہِ عشق
آپ کر سکتے نہیں کچھ امتیاز   حسن ہے یا عشق ہی ہے شاہِ عشق
اسکو کیا سمجھیں بھلا اربابِ ہوش   ہادی و مہدی ہے ہر گمراہِ عشق
پوچھنا ہے پوچھ لو فرہاد سے   کوہ سے کتنا گراں ہے کاہِ عشق
پیر و مرشد کی مقدس خانقاہ   بس یہی درگاہ ہے درگاہِ عشق
کھل گئی سیدؔ حقیقت کھل گئی
یعنی حق آگاہ ہے آگاہِ عشق

ردیف ک

گریۂ شبنم

او بے مغرور یہ ہر بات پہ ہم ہم کب تک

تیری دنیائے تکبّر کا ہے دم خم کب تک

سُن لوائے درہم و دینار کی دنیا والو
کام آئینگے یہ دینار یہ درہم کب تک

شانۂ پنجۂ عشاق سے اُلجھن کیسی
آپ رکھیں گے بھلا زلف کو برہم کب تک

ارے او غیرتِ حق ہنستے ہیں دشمن تیرے
اب رہے آنکھ تیرے بندوں کی پرنم کب تک

ماہِ ہر ماہ میں ہے کرب و بلا کا پیغام
ہر مہینے میں رہیگا یہ محرّم کب تک

نہ عرب میں ہے سکوں اور نہ عجم میں ہے سکوں
دیکھئے اڑتا ہے اب امن کا پرچم کب تک

یاد آتے ہیں تو رو پڑتا ہوں ہجوری پر

دیکھئے ملتے ہیں پھر کوثر و زمزم کب تک
بات والے تو جو کہہ دیتے ہیں کر دیتے ہیں
اپنے زخمی سے ترا وعدۂ مرہم کب تک
لبِ خنداں پہ ہے کیوں اشک کے قطرے پیہم
خندۂ گل کی جگہ گریۂ شبنم کب تک

صلوٰۃ و سلام

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک　یا حبیب سلام علیک　صلوٰۃ اللہ علیک
السلام اللہ کی شان　قبلۂ دل کعبۂ جاں　دل تصدق جاں قرباں　نورِ عرفاں نورِ ایماں
السلام اے عرش منزل　لامکاں کے شمعِ محفل　مشکلیں کرو آسان ہوں سہل　لو خبر بےچین ہے دل
تم حبیبِ کبریا ہو　مظہرِ شانِ خدا ہو　کیا بتاؤں میں کہ کیا ہو　بعدِ حق سب سے سوا ہو

فرش پر عرش

سہولت دین مبیں ہو   راحتِ جانِ حزیں ہو   زینتِ عرش بریں ہو   عزتِ فرش زمیں ہو
آپ ہیں تنویر وحدت   آپ ہیں تقویم کثرت   آپ خورشید ہدایت   آپ ہیں ماہِ نہایت
تم ولی الاولیاء ہو   تم صفی الاصفیاء ہو   تم نبی الانبیاء ہو   نازنینِ کبریا ہو
سب سے افضل سب سے اولیٰ   ہے تری سرکار والا   از زمیں تا عرشِ اعلیٰ   ذکر اونچا بول بالا
تخت والے تاج والے   حکم والے راج والے   بیکس و محتاج والے   اے مرے معراج والے
اس مدینے میں بلالے   اب خبر بہر خدا لے   کوئی کیونکر دل سنبھالے   اک نظر او تاج والے
مرا شاہا کریما   دستگیرا دل نوازا   مجھکو بھی ملجائے صدقہ   رَبِّ ہَب لی اُمّتی کا
کوئی نیکی بن نہ آئی   عمر کھیلوں میں گنوائی   اب ستاتی ہے جدائی   یا رسول اللہ دہائی
اے مرے مولا کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سید پکارے   ہم تمہارے تم ہمارے

سلام بحضورِ عالی مقام

امام و خاتم آلِ عبا سلام علیک   برادرِ حسنِ مجتبیٰ سلام علیک
قرار بخشِ دلِ مرتضیٰ سلام علیک   ضیائے چشمِ رسولِ خدا سلام علیک
سرورِ خاطرِ خیر النساء سلام علیک

امام و ابنِ امام آلِ سیّد السّادات   بہ نینوا است غریب الوطن بصد آفات
قتیلِ تیغِ جفا وامصیبتا ہیہات   ذبیحِ سوختہ جانِ کنارِ رودِ فرات
شہیدِ خنجرِ کرب و بلا سلام علیک

بشکل ہمچو محمد کہ مثلِ او ست عدیم   بسیرت آدم و ایوب پیکرِ تسنیم
توئی ذبیح توئی یادگارِ ابراہیم   بہ دہرِ ذاتِ تو مصداقِ نصِّ ذبحِ عظیم
بخلق اسوۂ صبر و رضا سلام علیک

ہزار افسرئ افسراں فدائے سرت   ہزار بار تصدّق کنم جہاں بہ غمت

ہزار دہ سیزدہ ہزار ند فدیہ اُمت   ہزار چشمۂ حیواں نثار تشنہ لبت
ہزار زیست بمرگت فدا سلام علیک

بہ طیبہ قبرِ نبی را مجاورے بودی   بہ مکّہ داعی و منّادِ دینِ معبودی
بہ کربلا تو عجب شان پاک بنمودی   بحفظِ مقصدِ دیں جاں نثار فرمودی
غریب و بیکس و بے آشنا سلام علیک

تو آفتابِ سیادت برائے حل و حرم   تو ماہتابِ شرافت پئے ہمہ عالم
توئی سفینۂ اُمّت نثار بر تو شوم   تو بدرِ اوجِ کرامت فدائے تو جانم
تو صدرِ بزمِ امامت شہا سلام علیک

حسینؓ ابن علیؓ کیست دانشِ قرآں   وآں غنی کہ شد ہمنام جامع فرقاں
ترا مجال خبر نیست سیدِنا داں   چہ رمز داشت شہادت بپرس از عثماں
نجات ماست ترا خوں بہا سلام علیک

ردیف گ

محرابِ ابرو

عارضِ پُر نور کی طلعت سے ہے آئینہ دنگ
آپ کا محرابِ ابرو دیکھ کر کعبہ ہے دنگ
انکی شوکت اُنکی ہیبت سے یہاں دنیا ہے دنگ
انکی عزّت انکی رحمت سے وہاں عقبیٰ ہے دنگ
اللہ اللہ یہ بلندی یہ عروج و ارتقاء
انبیاء بھی دنگ ہیں اور طائرِ سدرہ ہے دنگ
حسنِ یوسف جاہِ موسیٰ شوکت و شانِ مسیح
وہ تجلّی ہے تری جس سے کہ ہر جلوہ ہے دنگ
پست اُنکی اوج سے بااوج اُنکی قرب سے

دیکھکر انکو غرض دنیا کا ہر طبقہ ہی دنگ
تو نے اے مسلم صفیں چیریں فقط تکبیر سے
تیری پنہاں قوتوں سے آج بھی دنیا ہے دنگ
ہر حسینی کربلا دورِ یزیدی بھی مگر
صبر و استقلالِ مُسلم دیکھکر غصہ ہے تنگ
بے پلائے وہ پلا دیں بے پئے ہم خود پئیں
اُنکی چشمِ مست سے ہر ساغرِ صہبا ہے دنگ
یہ سمایا ہے تری نظروں میں ایسا آج کون
آنکھ ہے حیران دِل ششدر ترا چہرہ ہے دنگ

ردیف ل

گفتگوئے رسول

ازل کی صبح میں ہے جلوہ ریز روئے رسول
ابد کی شام پہ سایہ فگن ہے موئے رسول
خطا معاف نہیں جانتے ہیں نیکو کار
گنہگار سے پوچھو کہ کیا ہے خوئے رسول
ازل کی گلیاں ہوں یا وہ ابد کے کوچے ہوں
وہاں بھی کوئے نبی ہے یہاں بھی کوئے رسول
ضرور جائینگے اب خلد میں کہ سنتے ہیں
آتار لائی ہے طیبہ سے رنگ و بوئے رسول
مجھے تلاش ہے جنکی وہ مجھکو ڈھونڈینگے

کھلیگا حشر کے دِن راز جستجوئے رسُول
وہی کلامِ نبی ہے وہی کلامُ اللہ
بڑا عجیب ہے، اعجاز گفتگوئے رسُول
گنہگار ہوں جنکا ہیں اُن کو دیکھ تو لوں
مِرا معاملہ یارب ہو روبروئے رسُول
مِنا و مشعر و عرفات کعبہ و طیبہ
لئے لئے مجھے پھرتی ہے آرزوئے رسُول
عجیب بات ہے زہراؓ کے باغ کی سیّد
حسنؓ گلِ نبوی ہیں حسینؓ بوئے رسُول

دیدارِ حق

دو جہاں میں دھوم ہے ہر جا تمہاری یارسُول
آپ کی ہے منتظرِ قسمت ہماری یارسُول

فرش کس کا آپ کا ہے عرش کس کا آپ کا
آپ ہی کے دَم سے یہ رونق ہے ساری یارسول
حکمرانی تھی خزاں کی گلشنِ اِمکان میں
آپ آئے آگئی فصلِ بہاری یارسُول

اللہ اللہ آپ کا دیدار ہے دیدارِ حق !!
آپ کا دَربار ہے دَربارِ باری یارسُول
فرش سے تا عرش جلوہ ریزیاں ہیں آپ کی
اس طرف بھی وہ قدم شاہی سواری یارسُول
آپ ہی کے ہاتھ میں ہے آپ ہی اب کیجیے
اپنے حاجت مند کی حَاجت براری یارسُول

بے وصَالِ یار کوئی زندگی ہے زندگی !!
ہجر کی کب تک سہوں برچھی کٹاری یارسُول

خواب میں ہی کیجئے بیدار قسمت کو مری
رحم کے قابل ہے میری دلفگاری یارسُول

یارسُولؐ اللہ دُہائی ہے دُہائی آپ کی !
دیکھ لوں اب شکل نوری پیاری پیاری یارسُول

اپنے در پر اپنے منگتا کو بُلا لیجے حضورؐ
دَر بدَر پھرتا رہے کبتک بھکاری یارسُول

دُور ہے منزل مسافر ہے تھکا ماندہ ہُوا
پشت پر ہے معصیت کا بوجھ بھاری یارسُول

میرے سر پر پنجۂ دستِ کرم رکھ دیجئے
نہریں رحمت کی ہوئی تھیں جنسے جاری یارسُول

آپ کے در پر ہیں حاضر مثلِ سیّد بیشمار
ترکی و رومی و ہندی و بخاری یارسُول

ردیف م

عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیہِ السَّلَامُ

نبیوں کے خاتم خدا کے مُؤیّد رسُولوں کی محفل کے صدرِ ممجّد

ہمارے پیمبر ہمارے محمدؐ عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیہِ السَّلَامُ

بروحش زحق اَلتَّحِیَّاتُ بادا بجانش سلام و صلوٰۃ بادا

ہمہ طیبات آمد است بہرِ احمدؐ عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیہِ السَّلَامُ

یدُ اللہ نام اُنکے ہاتھوں کا آیا خدا کا کیا ان کا کردار ٹھیرا

کلامِ خدا اور زبانِ محمدؐ عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیہِ السَّلَامُ

بنایا ہے یکتا نے وہ انکو یکتا کہ ممکن نہیں ہو کوئی انکا ہمتا

وہ دونوں جہاں میں جہاں بھر سے اوحد عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیہِ السَّلَامُ

نگاہِ نمازی میں قامت اقامت نظر میں مجاہد کے وہ استقامت

کمالات کا اِک منارہ ہے وہ قد عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ علیہ السَّلَامُ
خدا کے مؤیِّد خدا کے مؤیَّد خدا کے مُمجِّد خدا کے مُمجَّد

وہ حامد وہ محمود احمدؐ محمدؐ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
صفی اُنپہ نازاں خلیلؑ اُنپہ نازاں کلیمؑ اُنپہ نازاں مسیحؑ اُنپہ نازاں

وہ ہیں فخرِ کل اور فخرِ اب و جد عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
نگاہوں میں جامی کے وہ سروِ بستاں وہ خسرو کی بولی میں شمعِ فروزاں
وہ جنکی محبت میں تھے مستِ سرمد عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
خلیل و قوی و رفیق و دلاور ابوبکرؓ و فاروقؓ عثمانؓ و حیدرؓ

جو اِن کا ہے مرتد نبیؐ کا ہے مرتد عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
رقم کر رہا ہوں مگر یا الٰہی تو پھیلا دے قرطاس پہ روشنائی
میں لکھوں احد سب پڑھیں اسکو احمد عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
بنی لِلّٰہِ الحَمْد ہم نے وہ پایا کہ بعد از خدا صرف اُن کا ہے پایا

وہ کل ماسوا اللہ کے سیّد محمدؐ علیہ الصلوٰۃُ علیہ السلامُ

مشاہدۂ حرمِ کعبہ

آج ہی کا ذکر ہے قبل از نمازِ صبح دم
میں حطیمِ کعبہ میں بیٹھا تھا میرا سر تھا خم
آنکھ تھی گو بند میری دیکھتا تھا صاف صاف

پایہ پایہ گوشہ گوشہ الغرض سارا حرم
یک بیک دیکھا کہ بیت اللہ میں حرکت ہوئی

جس طرف میزابِ رحمت ہے چلا اسکا قدم
زم زم و باب السلام و منبر و ارضِ مقام
مستجار و مستجاب و بابِ کعبہ ملتزم

وادیٔ عرفات و مزدلفہ و صحرائے مِنیٰ
چل پڑے ہیں ساتھ ساتھ اس سمت با جاہ و حشم
ہیں جلو میں انبیاءؑ و اولیا کی اِک بَرات
آسماں سے ہیں فرشتے بھی اُترتے دمبدم
حضرتِ آدمؑ سے عیسیٰؑ تک سبھی موجود ہیں
غوثِ اعظم خواجہ و مخدوم سارے ہیں بہم
ہائے وہ مستی اویس قرن کے رفتار کی
عِشقِ صَادق کا نمونہ ہے ہر ایک نقشِ قدم
اس مقدّس بھیڑ میں یہ دیکھنے کی بات ہے
ہیں گنہگارانِ اُمّت بھی کھڑے زیرِ عَلم
منزلِ رابغ سے نکلے اور مسجد سے بڑھے
اور پھر کوہِ مفرّح پر پڑا سارا حشم

شور بڑھتا جا رہا ہے نعرۂ صلوات کا
چومتی ہیں مستیاں بیساختہ اک اک قدم
جان و دل سے ذرّہ ذرّہ پر فدا ہوتے ہیں سب
اِسطرح خوش ہیں کہ جیسے پا گئے باغِ اِرم
لوٹتے ہیں خاک پر اور سُونگھتے ہیں خار کو
دیکھتے ہیں راہ میں کوئی وہ دامانِ کرم
مرحبا صلِّ علیٰ ہے نعت خوانی ہر طرف
شعرِ جامی ہے لبِ سیّد پہ جاری دَمبدم

گردِ صحرائے مدینہ بوئے آید یارسُول
جان خود را من فدائے خاک آں صحرا کنم

* * *

اِیں جملہ طفیلِ تو مَن از تو ترا خواہم

اللہ رے کعبہ میں منگتوں کا ہے کیا عالم
ہے شور و فغاں ہر دم ہے آہ و بکا ہر دم
دیوارِ اجابت پر کہتا ہے کوئی یا ربّ
عقبیٰ کا بھلا کر دے دنیا بھی نہ ہو برہم
کچھ رکن عراقی پر ہیں عرقِ جبیں لیکر
کچھ رکن یمانی پر روتے ہیں کھڑے پیہم
ہے گوشۂ شامی پر سجدے میں پڑا کوئی
کہتا ہے نہ اب آئے تا حشر بھی شامِ غم
تو عِلم عَطا کر دے تو رِزق عَطا کر دے
ہر گھونٹ پہ کہتا ہے پی پی کے کوئی زمزم

دروازۂ کعبہ پر کہتا ہے کوئی رو کر
یارب تری رحمت کی بارش نہ کبھی ہو کم
پردے سے کوئی لپٹا کہتا ہے یہ در پردہ
اے پردہ نشیں مجھکو اپنا تو بنا محرم
یاد آتی ہے بندوں کو جب اپنی خطاکاری
تھرّاتا ہے تھرّا کے کرتا ہے بڑا ماتم
کوئی تو شفا مانگے کوئی تو عطا مانگے
اولاد کوئی مانگے دینار کوئی درہم
جنّت کا کوئی طالب کوثر کا کوئی طالب
دنیا میں رہیں خوش خوش عقبیٰ میں رہیں خرّم
اِس لب پہ ہے اُنْصُرنِيْ اس لب پہ ہے اِغْفِرلِيْ
کہتا ہے کوئی اِکرمْ کہتا ہے کوئی اِرحمْ

ایک سمت کھڑا سید کہتا ہے کہ او مالک
من ہیچ نمی گویم من ہیچ نمی خوانم
ہر کس بہ خیالِ خود دارد ز تو مقصودے
ایں جملہ طفیلِ تو مَن از تو تُرا خواہم

حُلیۂ پاکِ رسولِ معظم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

اللہ اللہ سرورِ عالم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم اپنے خدا کے خلیفۂ اعظم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر عالم کثرت کے وہ سرور اِنَّا فَتَحْنَا ان کا پرچم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم
اُنکے تصدق حق نے بخشا انکی امت کا ہر طبقہ کیا مُتاخر کیا مُتقدم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم
اُن سے ہوئی ہے بنائے خلقت وہ ہیں جلوۂ وحدت و کثرت ورنہ جہاں ہو درہم برہم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم
مجھ سے سنو جو صلوٰۃ کا صیغہ تم بھی لگاؤ درود کا نعرہ یعنی کہو سب ملکر باہم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم

یہ جو غافل کہتے ہیں صلعم   ایسا ہے جیسے اَلَم غلَم   تم جو کہو تو کہو یوں ہر دم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کھینچ رہا ہوں ان کا سراپا   سرِ الٰہی سر ہے جن کا   پاؤں کے نیچے عرشِ معظم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
صَلِّ عَلیٰ انکا قد و قامت   نام خدا شانِ قد قامت   جسم منور نور مجسم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
جسنے دیکھا انکا چہرہ   حق کی قسم اسنے حق دیکھا   مظہرِ شانِ خدائے اکرم   صَلَّ [illegible] عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
عشق خدا کا سیدھا رستہ   حق کی طرف سے حق کا جذبہ   سلسلۂ گیسوئے منظم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
چہرہ پہ وَالشَّمْس کا غازہ   گیسو وَالَّیْل کا سایہ   بگڑی بنا دیں ہو کے برہم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
انکی جبیں تھی وہ پیشانی   جس سے درخشاں کہکشاں آئی   سب سمجھے تا آدم تا ایندم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
گیسو انکے گوش تک آئے   گوش سے اترے دوش تک آئے   خانہ بدوش ہوئے خوش خم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
رخ پہ فدا ہر قلب مجلّیٰ   خالِ سیہ تھے دل کا سویدا   عرق جبیں ہے قطرۂ شبنم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
نورِ خدا ہیں انکی آنکھیں   روشن آنکھیں پیاری آنکھیں   دیکھ رہی ہیں سارا عالم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
بینیٔ اقدس نور کا تُکّا   بزم جمال کا روشن اِکّا   یکتائی جسکی ہے مسلّم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ابرو یا محرابِ عبادت   بُرم حشم کی جائے صنعت   یکجا دو قبلے ہیں باہم   صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

دونوں کمانوں کا یہ ملنا قابَ قوسین اَو اَدنیٰ یعنی وجوب و حدوث کے محرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
مہر میم کی یہ تصویریں بدر کے میدان میں شمشیریں تیغیں دو اور دونوں دو دم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
انکے لب کا ہر ہر کلمہ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ صدق پہ جسکے حق کی شانم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
گوش کہ کانِ وحیِ الٰہی سُن لیں صدائے سُو و ماہی دور و قریب ہے یکساں ہر دم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
لو شمعِ ایجاد کی لو ہے خورشیدِ توحید کی ضو ہے جس سے لگائے ہوئے ہیں لو ہم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ریش منقش نور کا گلشن نور کا سایہ نور کی چلمن مصحفِ رخ کا رحلِ مکرّم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ہر ہر بال کا رنگ روشن لاکھوں سیہ روں کا نشیمن رازِ شفاعت کے سب مبہم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
رنگ میں رنگ غلافِ کعبہ رُخ میں عکسِ جمالِ قبلہ جس کا مائل سارا عالم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ریش طویل و عریض گھنی ہے یا گھنگھور گھٹا اٹھی ہے سایہ میں جسکے دونوں عالم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
گردنِ اقدس سب سے اعلیٰ نور کے سانچے میں ہے ڈھالی رگ رگ حق کا رشتۂ محکم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
دیکھنے والے جو تھے سب نے یعنی اُن مردانِ عرب نے اُسکے آگے گردن کی خم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ابھرا ابھرا انکا شانہ ہمت و رحمت کا کاشانہ جس پر امت کا بارِ غم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

گوری گوری بازو اُنکے ۔ جسکی کمر کو پکڑوی تھامے ! جا نہیں سکتا پھر وہ جہنم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
نازک چوڑی گول کلائی دونوں جہاں ہیں جسکی دہائی اسکی مثال کہاں سے دیں ہم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
چوڑی گوری نرم ہتھیلی قدرت حق کی ایک پہیلی ! پائی کہاں وہ نرمی ریشم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
اُن معصوم ہاتھوں کے صدقے جسکو یَدُاللہ قرآں کہدے مس نہ کیا کوئی نامحرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
نور ہی نور ہیں انکے دندان بجلی کوندی جب ہوئے خنداں نوری صدف کے دُرِ منظّم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کس منہ سے اس کا بیاں ہو جسکی زباں قدرت کی زباں ہو نَطَقَ الْحَقُّ عَیْنَ تَکَلُّم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
جسکی خوشی کنزِ خفی ہو گویائی اِک نورِ جلی ہو لَمْحُ الْبَرْقِ عَیْنَ تَبَسُّم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
قبلۂ رخ پر مائل کعبہ سارا مطاف و حطیم و مصلّی ! چاہِ زنخداں کا پیاسا زمزم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
خنصر و بنصر و وسطیٰ طلعت ۔ سبابہ کا کام شہادت ! اب نہ رہا ابہام بھی مبہم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ہر اُنگلی اِک شمعِ تجلّی نور کے جھاڑ کی روشن بتّی ان پنجہ پر قرباں ہیں ہم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ہو گیا پاکر ایک اشارہ ! ماہ دوپارا پھر دوبارا جھک گئے کیسے کیسے رستم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
پانی گھائی سے ہر بہتا مُردہ چھونے سے ہے جیتا دیکھیں کلیم و ابنِ مریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

فرش پر عرش

ناخنِ اقدس کی وہ سپیدی اور سپیدی میں وہ سُرخی عشق میں حسن کا جلوہ مدغم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ان کا سینہ ہر آئینہ آئینہ سا اُن کا خود آئینہ سُبحانہٗ ما شانہٗ اعظم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
چوڑا چوڑا اونچا سینہ بالوں کا اک خط کہ نگینہ اسمیں بھرا ہے اُمت کا غم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
سارا علمِ حوادث اسمیں حادث کیا خود محدث اسمیں جلوہ گاہِ خدائے اعلم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
علم کا کہیئے اسکو مدینہ فیض کا کہیئے اسکو خزینہ علم و فیض بھی کیا محکم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ناف کہ مرکزِ حسن و تجلی عین بھنور میں نوح کی کشتی نقطہ ہے لیکن مستحکم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
پاؤں کا پایہ کوئی کیا جانے شاید عرش ہی کچھ پہچانے خانۂ حسن کا رکنِ معظم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
برق و صبا جان سے صدقے عزم قیام کے حال پہ صدقے راکبِ دوشِ عرشِ اعظم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
طوبیٰ بولا دیکھ کے طوبیٰ رضواں کے لب پہ تھا بشریٰ راہ میں دل کو بچھاتے تھے ہم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
وہ قدِ نازک وہ قدِ بالا وہ قدِ موزوں وہ قدِ زیبا تلوؤں سے ہے شمس و قمر کم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
اور نہیں ہے کوئی تمنا میرے مولا اتنا کرنا انکو دیکھوں جب نکلے دم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ہر جلی اُنکا متوالا ہر خسرو ہے اُنکا پالا سید اُنکا کلبِ معلَّم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

نعرۂ حیدری

بے خبر از بلند و از پستم وز نشیب و فراز بر جستم
رشتۂ محویت چنان بستم کہ بجز یار از ہمہ رستم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

مرغِ شاخِ درختِ لاہوتم زینت افزائے بزمِ ملکوتم
رازدارِ مقامِ جبروتم گوہرِ تاجِ فرقِ ناسوتم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

بو زرم نقش پائے سلمانم سر نہادہ بہ راہِ مقدادم
میکشِ جامِ حُبِ عمارم کیستم بس حزیں نمی دانم

حیدریَّم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

چار یاری بہ دہر شد لقبم   و عتیقی خطاب می دارم
عمریَّم زیں شرف نازم   عبدِ عثمانیَّم چہ خوش بختم

حیدریَّم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

سرمدم ہوش را انداسازم   بہرِ دار و رسن چو حُلّاج ام
بو علی ام بجذب می آیم   سرِ بازار ایں چُنیں خوانم

حیدریَّم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

نسبتِ خود بہ پنجتن دارم   احمدی فاطمی بصد نازم
حسنی و حسینی شد نسبم   نعرۂ حیدری بفخر زنم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

اللہ اللہ خدا کے وہ ضیغم   مصطفےٰ کے وہ نفس لحم و دم
لافتیٰ انکا انہیں کا ہے پرچم   انکی نسبت ہے اور ہم ہیں ہم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

وہ خلافت کے ہو گئے خاتم   اور ولایت انہیں کا فضل اتم
پڑ گیا دشمنوں کے گھر ماتم   مجھ سے سنکر کہ سن لیں اہل ستم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ایک میں کیا کہ اہل حل و حرم   جانتے ہیں علی کی شان و حشم
چاہ کا انکی پیاسا ہے زمزم   میری جنت پہ بھی یہی ہے رقم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

وے جگت کے گرو ہمارو پیرم دوؤ جگ یا دہی ہیں ہمے بھرم
دیکھ پائی جو انکا تن کو ہم گوڑ پر سیس رکھ کے کھائی قسم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

نعرۂ یا علیؓ لگا کر ہم دور کرتے ہیں سارے رنج و الم
کیوں نہ سارا جہاں کہے رستم دستِ سید میں ہے علی کا علَم

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ردیف ن

مُستعانِ خلق

اے مُستعانِ خلق ہمارا کوئی نہیں

وردِ زباں ہمارا ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِین

کوئی کہے ہزاروں ہیں میرے معاونیں   کہتا ہے کوئی رکھتا ہوں میں بینک زمیں

بولا کوئی ہے میرے مددگار بہتریں   حیرت سے سن رہا ہے ترا بندۂ حزیں

اے مُستعانِ خلق ہمارا کوئی نہیں

وردِ زباں ہمارا ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِین

یَا اَیُّھَا الْاِلٰہ وَیَا خَیْرَ نَاصِرِیْنْ   احوالِ من مپرس کہ تصویرِ من ببیں!

با من چناں مکن بگوید عدو چنیں   گویند بندۂ درِ مولیٰ ہے یہ ہمیں

اے مستعانِ خلق ہمارا کوئی نہیں
وردِ زباں ہمارا ہے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن

میں بندگی میں تیرا وفادار گو نہیں — تیری عنایتوں کا سزاوار گو نہیں
تیرے کرم پہ حق میرا زنہار گو نہیں — کہتا یہی ہوں لائقِ گفتار گو نہیں

اے مستعانِ خلق ہمارا کوئی نہیں
وردِ زباں ہمارا ہے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن

عاصی ہوں میں تو مغفرتِ عام تیرا کام — بیمار ہوں تو شافعِ امراض تیرا نام
بے چین ہوں تو کہتی ہے خلقت تجھے سلام — جپتا ہوں تیرا نام یہ رٹتا ہوں صبح و شام

اے مستعانِ خلق ہمارا کوئی نہیں
وردِ زباں ہمارا ہے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن

صدقہ تیرے رسول علیہ السلام کا — دیتا ہوں غوث و خواجہ و اشرف کا واسطہ
چھوٹا تو ہوں مگر ہے وسیلہ میرا بڑا — سیّد کے حالِ زار پہ اب رحم ہو ذرا

اے مستغانِ خلق ہمارا کوئی نہیں
وردِ زباں ہمارا ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن

شرابِ محبّت

شرابِ محبت کی تاثیر دیکھو بہکنے میں ایسے مقام آرہے ہیں
جہاں انبیا اولیا ہیں ودود کی فرشتے برائے سلام آرہے ہیں
وہ اگلے زمانے کے سارے اَئمہ پئے اقتدا جمع تھے وقت اسرا
انہیں دیکھکر یوں لگاتے تھے نعرہ امام آرہے ہیں امام آرہے ہیں
درِ چرخ پر جب ندا آئی کیا ہے تو جبریل بولے بڑے غلغلے سے
سرِ عرشِ اعظم چلے جا رہے ہیں شہنشاہ بیت الحرام آرہے ہیں
وہ صبحِ ولادت ہو یا وقتِ اسریٰ میری قبر ہو یا قیامت کا عرصہ

جہاں جس گھڑی آگئے جس نے دیکھا پکارا کہ رحمت خرام آ رہے ہیں
حبیبِ خدا کے لئے دل جو تڑپے ملے اسکو حق کی تجلّی کے جلوے
وہ آنسو جو انکی محبّت میں نکلے سمجھ لو کہ کوثر کے جام آ رہے ہیں
وہ فضل و کمال آپکا اللہ اللہ وہ جاہ و جلال آپکا اللہ اللہ
گداؤں کا کیا ذکر ہے انکے دَر پر سلاطین بنکر غلام آ رہے ہیں
مری رُوح میں کیسی بالیدگی ہے بڑی دھوم سینے کے اندر مچی ہے
یہ محسوس ہوتا ہے اُنکی نگر سے بُلاوے کے جیسے پیام آ رہے ہیں
دو عالم میں منکر ہے ناکام قسمت نہیں مانگتا اُنسے اپنی حمایت
کہ عقبیٰ میں بھی کام آئینگے اُسکے وہ دنیا میں جس جس کے کام آ رہے ہیں
میں اُس مُصحفِ رُخ کی کیا شان سمجھوں مگر یہ کہ اپنا میں قرآن سمجھوں
تصوّر کی دُنیا میں آئے ہیں جیسے مضامین خیر الکلام آ رہے ہیں
زمانے کے ہر نہروانی سے کہدو کہ اب راستہ چھوڑ دو جلد بھاگو

علی شیرِ حق آج تیور کو بدلے کیے تیغ کو بے نیام آرہے ہیں
یہ چہرے کی زردی یہ آنسوں کے قطرے بتاتے ہیں سیّد ترے دل کے جذبے
چھپینگے محبّت کے اِسرار کیسے جو اڑ کے بالائے بام آرہے ہیں

اُشترِ بے مہار

جانبِ مُرغ زار پھرتے ہیں — دن ترے اے ہزار پھرتے ہیں
جب وہ جانِ بہار پھرتے ہیں — گرد خود لالہ زار پھرتے ہیں
سر بکف جاں نثار پھرتے ہیں — جب وہ بہرِ شکار پھرتے ہیں
آج منصور وار پھرتے ہیں — یعنی ہم بہرِ دار پھرتے ہیں
اُنکی اُنگلی کے اِک اشارے پر — ددرِ لیل و نہار پھرتے ہیں
رُخ کو اس در سے پھیرنے والے — اُشترِ بے مہار پھرتے ہیں

اُنکے دیوانے ہیں فرشتہ کار کیسا گردِ مزار پھرتے ہیں
شبِ اسریٰ گواہ ہے کیسے جا کے سرحد کے پار پھرتے ہیں
لاکھوں آتے ہیں در پہ رنجیدہ خوش ہزاروں ہزار پھرتے ہیں
دیکھیں دن ہجرِ یار کے کس دن میرے پروردگار پھرتے ہیں
آج سیّد کہیں کے نظارے
آنکھ میں بار بار پھرتے ہیں

جوشِ رحمت

بہارستاں گلستان بوستاں یا باغِ رضواں میں
کہیں کوئی دکھا دے بات جو ہے روئے خنداں میں
مدینہ جائیے دیکھ آیئے اُسکے خیاباں میں

ہزاروں جنّتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں
گنہگارانِ اُمّت پر وفورِ جوشِ رحمت کی
اَدائیں ہیں تو اُس کو تربکف جنّت بداماں میں
قَدم جسدم کہ اُن کے آگئے دنیائے حادث میں
قِدم کی بھی تجلّی ساتھ آئی بزمِ اِمکاں میں
خدا کے پاس پہونچے خانۂ دلمیں خدا لیکر
کہیَں ہم میزباں کِسکو گِنیں ہم کِسکو مہماں میں
بھلا تلوؤں کی رِفعت کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
کہ خاکِ پائے اقدس کی قسم آئی ہے قرآں میں
جنہیں بعد از خدا کہئے انہیں پھر اور کیا کہئے
اسی اجمال کی تفصِیل ہے جو کچھ ہے قرآں میں
میں اِن تلوؤں پہ صدقے جسمیں وہ سب کچھ ہی جو کچھ تھا

ید بیضا دمِ عیسیٰ فروغِ حسنِ کنعاں ہیں
رسولِ پاک کی یہ نعت خوانی ایسی ہے سیدؔ
چمن پا کر چہک پڑتے ہیں بلبل جتنے بستاں ہیں

رموزِ ایماں

کیوں مست کو ہوش میں لائے کوئی مستوں کو ہوش سے کام نہیں
یہ تشنہ مست نگاہی ہے یہ اہلِ ہوس کا جام نہیں
اس گنبدِ خضرا پر دن رات اِک نور کا عالم رہتا ہے
یہ طور ہے ناداں بام نہیں جلوہ ہے چراغِ شام نہیں
محبوبِ خدا کا دیوانہ دانائے رموزِ ایماں ہے
تعظیمِ نبی سے گھبرانا یہ کفر تو ہے اسلام نہیں

آوارۂ کوچۂ یار تو ہے رُسوائے سرِ بازار تو ہے
ناکامِ محبت بھی ہم سے سچ پوچھو تو ناکام نہیں!

یہ لذّتِ سوز اللہ اللہ یہ راحتِ غم سُبحان اللہ
آرام وہی دل پاتا ہے جس دِل کو کبھی آرام نہیں

یہ رُوپ ہے اُن کا کیوں جائے یہ بھیس ہے انکا کیوں بدلے
ملبوس یہ اُن کی جوگ کا ہے حاجی کا یہ اِحرام نہیں

بے قیمت دِل کو دینا ہے بے دام کا بندہ بننا ہے
دستورِ دیارِ محبت ہے بازار کا یہ نیلام نہیں

اے حکمِ شریعت زندہ باد اے بزمِ طریقت زندہ باد
دیوانوں کی کِتنی رعایت ہے اُسکے ذمّہ کوئی کام نہیں

بدنامیٔ عشق میں عزّت ہے رُسوائی نشانِ سیادت ہے
میں رندِ خراباتی نہ بنوں تو سیّد میرا نام نہیں

دیارِ عشق

سُرادقاتِ سراپردہ ہائے رازِ دروں
اُلٹ کے جھانک لیا زندہ باد جوشِ جنوں

ارادہ ہے کہ نکیریں کو جواب یہ دوں
وہ آگئے ہیں تو جی بھر کے اُنکو دیکھ تو لوں

خودی میں سارا سمٹ آیا عالمِ تکویں
مری سرشت میں مضمر ہے رازِ کُن فیکوں

درِ رسول ہے اُنکی نظر بھی مجھ پر ہے
الٰہی موت مجھے آئے، گر نہ اب بھی مروں

ترے حجاب نے خود تجھکو بے حجاب کیا
زمانہ جان گیا تیرا نام لُوں کہ نہ لُوں

دیارِ عشق خراباتیوں کی دنیا ہے
بحال ہیں جو بہر حال ہیں یہ قالز

مجھے پا کے بھی میری وفا میں شک ہے انہیں
کوئی بتا دے کہ اب اور کیا کروں نہ کروں

زبانِ صبح بتائیگی رات کی یہ بات
میں سو رہا تھا کہ مجھ پر پڑا اثرِ شبِ خون

خوشی سے قتل کرو حشر کا نہ خوف کرو
میں اپنا نام کہونگا نہ اپنا نام دھروں

تمہارے تقوے کی چالیں ہماری دیکھی ہیں
میں رازداں ہوں کہو مجھسے تم تو سب کہاں

وہ چشمِ دید ہے میرے رسولؐ کا سیّد
جو ذات حیطۂ ادراک سے بھی ہے بیروں

آتشِ غم

دیکھو تو وہ کہیں نہیں سوچو تو وہ کہاں نہیں
رازِ نہاں عیاں نہیں نورِ عیاں نہاں نہیں

خالقیّت کی آن سے صانعیّت کی شان سے
جس میں نہ ہو وہ جلوہ گر کوئی بھی انس و جاں نہیں

اِسریٰ کی رات کیا کہیں کون گیا کہاں گیا
عقلِ غریب کیا کرے پہونچے جہاں گماں نہیں

اُن سے پڑی بنائے خلق انکے سبب قیامِ خلق
جان ہیں وہ جہان کی جان نہیں جہاں نہیں

ناخنِ پا کے عکس کا نام ہلال پڑ گیا
انکا غبارِ راہ ہے چرخ پہ کہکشاں نہیں

اُن کے حدود چھوڑ کر جائیگا تو کہاں کدھر
اُن کی بھلا زمیں نہیں اُنکا کہ آسماں نہیں

آتشِ غم میں جل کے بھی اُسنے نہ آہ کی کبھی
سیّدِ سوختہ کا دِل آگ تو ہے دھواں نہیں

بے قراریاں

دِل گیا بے قراریاں نہ گئیں
آنکھ کی اشک باریاں نہ گئیں
جرمِ قاتل کے سب گواہ گئے
آنکھ کی لال دھاریاں نہ گئیں
حاجتیں آئیں بھی گئیں بھی مگر
اُنکی حاجت براریاں نہ گئیں
اُنکے جلوے لحد میں گنتا ہوں
میری اخترشماریاں نہ گئیں
حشر میں بھی ہے لغزشِ رفتار
مست کی جرم کاریاں نہ گئیں

چھپ کے بھی حسن کو چھپا نہ سکے
اُن کی آئینہ داریاں نہ گئیں
ذرہ ذرہ میں جلوہ فرمائیں
اور پھر پردہ داریاں نہ گئیں
مر گیا دل مگر معاذ اللہ
آنکھ کی چاندماریاں نہ گئیں
دیکھ کر اُن کو رو پڑا سیدؔ
مر کے بھی آہ و زاریاں نہ گئیں

احسانِ لغزش

معاذ اللہ وہ انکی نگاہیں
نہیں ملتی کہیں دل کو پناہیں
کسی نے آج تک اتنا نہ جانا
کہاں تک یار کی جاتی ہیں راہیں
سلامت تیغِ ابرو تیرِ مژگاں
یہی بیمار کی تیرے دوا ہیں
بجز خارِ مدینہ کے جہاں میں
کہاں ہیں دوسری آرام گاہیں

زمیں و آسماں میں زلزلہ ہے کسی مظلوم نے کھینچی ہیں آہیں
مری لغزش کا ہے اِحسان مجھ پر کہ اُنکے ہاتھ میں ہیں میری باہیں
خوشی سے جان دی جان آفریں کو کہاں کی کروٹیں کیسی کراہیں
ترے دربار کا ثانی نہیں ہے بہت دیکھی ہیں ہم نے بارگاہیں
رہے آباد یا رب اُنکی گلیاں مِری اُمّید کی آماجگاہیں
میں اُنکی کالی کملی پر تصدق سیہ کاروں کی ہیں جسمیں پناہیں

کوئی سیّد کو کیوں محشر میں پوچھے

محمدؐ مصطفےٰ ہیں جو نباہیں!

رَاہِ تلاش

دردِ سے جو بھری نہ ہو زندگی نہیں
حرص و بلاخصوص کی بندگی بندگی نہیں

لیلیٰ کے سگ کو چوم کر کہتا تھا قیس جھوم کر
کوچۂ یار کی کوئی گندگی گندگی نہیں

جسم اگرچہ تھک گیا رُوح کا زور بڑھ گیا
راہِ تلاشِ یار کی ماندگی ماندگی نہیں

جرم و خطا پہ قہقہے نفس کو کیا یہ ہو گیا
روئیے روئیے کہ یہ خندگی خندگی نہیں

یار سے کر کے عاشقی غم سے بھی بنی رہی
سیدِ رند یہ کوئی رندگی رندگی نہیں

نوشۂ عشاق

عِشق میں حال گر خراب نہیں
جَام و سَاغر تو ہے شراب نہیں

کون تلوؤں سے فیضیاب نہیں   مہ نہیں ہے کہ آفتاب نہیں
کہتے ہیں مے سے اجتناب نہیں   ہاں نہیں ہے مرے جناب نہیں
مہ رخوں اور لاجوابوں میں   آپ کا ایک بھی جواب نہیں
میکدہ ہو کہ خانۂ کعبہ   کس جگہ حرمتِ شراب نہیں
اُنکے رندوں سے ناصحوں کا جہاد   جنگ ہی جنگ ہے ثواب نہیں
عشق کیا اور حسن ہی کیا ہے   جسکے ہر دور میں شباب نہیں
مصحفِ رخ نوشتۂ عشاق   سب کی سمجھی ہوئی کتاب نہیں
ارے ظالم خوشی نہ کر اس پر   آہ ہے نغمۂ رباب نہیں

کچھ نہ کچھ ہے ضرور سیدؔ بھی
فلسفی کا خیال و خواب نہیں

عملداریٔ رضواں

ترے غمگیں تو اب خود دافعِ غم ہوتے جاتے ہیں
خدا کی شان کیا تھے اور کیا کیا ہوتے جاتے ہیں

وصالِ یار کی لذّت کے محرم ہوتے جاتے ہیں
جناں بر کفِ شبِ اسریٰ دو عَالم ہوتے جاتے ہیں

جہاں دیکھو عمَلداری نظر آتی ہے رضواں کی
جناں بر کفِ شبِ اسریٰ دو عالم ہوتے جاتے ہیں

اُٹھائے جاتے ہیں جو سر جھکا دیں اُنکی چوکھٹ پر
وہ بڑھتے ہیں نظر میں اپنی جو کم ہوتے جاتے ہیں!

نہیں ہے حاجتِ مشّاطہ سیّد اُنکے گیسو کو!
سنورتے جاتے ہیں جتنا کہ برہم ہوتے جاتے ہیں

برقِ زندگی

نہ غنچہ کے تبسّم میں نہ گُل کے رُوئے خنداں میں
بہاریں خُلد کی آکر بسی ہیں تیغ و پیکاں میں
مسیحا کی مسیحائی نہ داناؤں کے داماں میں
حیاتِ جاوداں کا راز ہے شمشیرِ عُریاں میں
نہ وہ تاجِ سکندر میں نہ وہ تختِ سلیماں میں
خدا نے دبدبہ رکھا ہے جو خوفِ شہیداں میں
حرم میں بیٹھنے والو اِدھر دیکھو ذرا سُن لو!
خدا کو پوُجنے کے واسطے آجاؤ میداں میں
خُدا کے واسطے مرنا خُدا کے واسطے جینا
یہی کردار جیلاں کا یہی عزت تھی سمناں میں

زمیں و آسماں کا کیا گلہ مظلوم سے پوچھو
نشاں ایماں کا کچھ بھی رہ گیا ہے تیرے ایماں میں
تڑپ ایسی پیدا کیجئے سیّد خدا شاہد!
کہ برقِ زندگی کوندا کریگی جسم میں جاں میں

صحیفۂ نور

جلوہ افروز ہے وہ جانِ مسیحا دل میں
در دل کے لئے رکھتا ہوں مداوا دل میں
آنے والے تجھے آنا ہے تو آجا دل میں
دیکھ لے بہرِ خدا دل کا تڑپنا دل میں
دیکھ لیں دیکھنے والے یدِ بیضا دل میں

آپ رکھ دیں تو ذرا اپنا کفِ پا دل میں
اُلفتِ آلِ پیمبر کا ہے جذبہ دل میں
حضرتِ نوح کا رکھتا ہوں سفینہ دل میں
رشکِ صد موسمِ گل اب ہے سویدا دل میں
یار کے تِل نے عجب بویا ہے دانا دل میں
مرحبا سلسلۂ زلفِ چلیپا دل میں
نور کا جیسے اُترتا ہو صحیفہ دِل میں
آئے ہیں ساتھ لئے اپنے مظاہر کا ہجوم
یار نے خوب لگا رکھا ہے میلہ دل میں
جستجو فرش کو ہے عرش ہے جویا جسکا
ہاں اُسی جلوہ گہِ ناز کو پایا دل میں
باریابی نہ ملی سجدۂ سَر کو در تک

فرش پر عرش

جان کردی فدا بحمد اللہ   یہ ملا عمر بھر کے جینے میں
حلقۂ زلفِ یار دل میں ہے   جیسے انگشتری نگینے میں
اُن کا بامِ عروج کیا کہنا   عرش کی سیر جنکے زینے میں
ہے غریقِ محبتِ حسنین   حضرتِ نوح کے سفینے میں
سُرخروئی ، ملی ندامت کو   خون کا رنگ ہے پسینے میں

سر جھکائے ہوئے ہو کیوں سیّد
کچھ نہ کچھ ہے تمہارے سینے میں

ذات پاک تو نبودے در صفِ پیغمبراں
گر نہ ایں بودے کہ بودی بعد ختم المُرسلیں
ہمتتَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ را تکمِلَہْ
لے تعالیٰ اللہ تکمیلِ شمارِ اربعیں
چوں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ آمد وصفِ تو
نامِ نامیٔ ترا گویند غیظ الکافریں
شوکتِ تاجِ امارت بر سرت چنداں سزد
اول اول بہر تو گفتند امیر المومنیں

گفتۂ ای خود را کہ ما بُودیم عبد المصطفیٰ
مدعائے دعوتش بُودی حدیثش این چنیں
گشت در آفاق روشن از حدیث ساریہ
روز و شب زیر نظر داری ہمہ زیرِ نگیں
بازگشت از مردم آزاری زحکمت بحرِ نیل
دستِ تو قدرت نمائے دستِ ربُّ العالمیں
بعد از صدّیقِ اکبر ذات پاکت یا عُمر
در ہمہ آفاق گشتہ مہترین و بہتریں
فاتحِ شام و عراق و فاتحِ ایران و مِصر
بہرِ تو اِنَّا فَتَحنَا تو پئے فتحِ مُبیں!!
جانشین مصطفیٰ جبروتِ شان کبریا
آیۂ تمکین و استخلاف را عین الیقیں

دو سبب داری کہ گفتہ شد ترا صہرِ النبی
زوجات بنتِ علی و بنت اُمّ المومنیں

قطع کردی شاخہائے قصۂ باغِ فدک
آفریں اے پیکرِ تدبیر و حکمت آفریں

بے مثالی اے علمبردارِ حُبِ اہل بیت
آں حدیث بنت شعراس حجت شد بریں

اے شہیدِ اکبر و فاروقِ اعظم مرحبا
بہرِ حق و عدل جاں داری بہ شمشیرِ لعیں

انتخابِ حضرتِ صدّیقِ اکبر سُنّتت
سنتِ صدیق استخلاف تو احیا دیں

بس بود سندئے تفضیلِ شیخیں ایں خصوص
روز و شب گزرد بہ پہلوئے امام المرسلیں

بہارِ مدینہ

مدینہ کو سب کچھ دیئے جا رہا ہوں
بہارِ مدینہ لئے جا رہا ہوں

مدینے کے چرچے مدینے کی باتیں
یہی کام ہر دم کئے جا رہا ہوں

میں اس میکشی کی ہوس پر تصدق
پلاتے ہیں جتنا پئے جا رہا ہوں

ترا نام ہوگا مرا کام ہو گا!
اِدھر ہاں اِدھر تا کئے جا رہا ہوں

یہ اعجاز ہے نوکِ مژگاں کا انکی
کہ چاکِ گریباں سئے جا رہا ہوں

دکھانے کو ہجراں نصیبوں کو تیرے
تری ذات کو پا گئے جا رہا ہوں !

غریبوں کے والی یتیموں کے مولیٰ
خدارا نظر کیجیے جا رہا ہوں

ترے ساتھ میں بھی ہوں میرا خدا بھی
مجھے یہ دعا دیجیے جا رہا ہوں

نہ مجھ سے جدا تم نہ تم سے جدا میں
اسی دھن میں اپنے جیے جا رہا ہوں

بہ تعمیلِ ارشاد اہلِ مدینہ
کہ اب جا کے پھر آئیے جا رہا ہوں

مدینہ کا کچھ کام کرنا ہے سیّد
مدینے سے بس اسلئے جا رہا ہوں!

جنّت مری نظر میں کوثر مری نظر میں

مٹّی پہ میں پڑا ہوں یوں انکی رہگزر میں
خود چھپ گئی ہے میری ہستی مری نظر میں
چل چل کے رک رہا ہوں رُک رُک کے چل رہا ہوں
گویا ٹہل رہا ہوں تھم تھم کے اپنے گھر میں
پھر پھر کے دیکھتا ہوں اُٹھ اُٹھ کے بیٹھتا ہوں
ڈالے ہیں جیسے کوئی باہیں مری کمر میں
وہ اور دُور مجھسے توبہ ہزار توبہ
سینے میں اُنکا گھر ہے اور وہ ہیں اپنے گھر میں
جس جا جبیں جھکا دی وہ سنگ آستاں تھا

کچھ فاصلہ نہیں ہے اُس در میں میرے سر میں
صحرا نوردیاں ہیں صحرا کی ندیاں ہیں
جنّت مری نظر میں کوثر مری نظر میں
یہ ہے دیار اُنکا جی چاہتا ہے میرا
درآؤں خار و گل میں بس جاؤں خشک و تر میں
آبادیوں میں دیکھا اسکو نہ چوٹیوں پر
ان وادیوں میں دیکھا میں نے جو رات بھر میں
اِن وادیوں پہ لوٹا ان وادیوں سے چمٹا
یہ کام بس ہوا ہے سیّد سے عمر بھر میں

کلامِ دل

ازل سے دِل میں محبت کا داغ رکھتا ہوں
اندھیرے گھر کے لئے میں چراغ رکھتا ہوں
یہ میرے سر کو نوازا ہے کِس کے تلوؤں نے
کہ عرش ہی پہ میں اپنا دماغ رکھتا ہوں
لکھا ہوا ہے سرِ شاہراہِ شارع پر!
درِ حبیب کا پورا سراغ رکھتا ہوں
یہ داغہائے جگر عشق کے ہیں گُل بوٹے
کِسی کی سیر کرانے کو باغ رکھتا ہوں

مجھے دیا مِرے داتا نے ایسے ہاتھوں سے
کہ دو جہاں سے میں بالکل فراغ رکھتا ہوں

مِلا ہے پھل مجھے یہ کثرتِ حوادث کا!
کہ عینِ غم میں بھی دِل باغ باغ رکھتا ہوں
جو چاہے دیکھ لے دامانِ دل مِرا **سیّد**
نہ دھبّا رکھتا ہوں کوئی نہ داغ رکھتا ہوں

آگ میں آگ

وہ مست اپنی نظر کا بنائے جاتے ہیں
پئے ہوئے ہیں مجھے بھی پلائے جاتے ہیں
وہ میرے ہوش پہ کچھ ایسا چھائے جاتے ہیں
کہ میری یاد سے مجھکو بھلائے جاتے ہیں
جلن کو دِل کی رُخِ آتشیں سے بھڑکا کر

شبِ معراج ہمہ عالمِ ملکوت بگفت   میزبانے عجبے عزتِ مہماں عجبے
ہمہ وابستۂ آں زلف رسیدند بحق   از پئے عشقِ خدا سلسلہ جنباں عجبے
دیدنی ہست بہ دامانِ شفاعت سیّد
وجدِ عصیاں عجبے رقصِ گناہاں عجبے

رُباعیاں

فانی ہے اگر کوئی باقی باللہ   باقی ہے اگر ہو گیا فانی فی اللہ
معبود بھلا کوئی من دونِ اللہ   لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ

کیا ذاتِ جمیلِ مصطفائی دیکھی   اللہ کی شان کبریائی دیکھی
کچھ سیّدِ ناکارہ پہ موقوف نہیں   ہر لب پہ محمد کی دہائی دیکھی

وارداتِ دل

زندگی کا کوئی ثبات نہیں
مِل گیا دن اگر تو رات نہیں

اُسکی کس جا تجلّیات نہیں
وہ نہیں ہے تو کائنات نہیں

کوئی ظاہر ہے ان مظاہر میں!
بے حقیقت تعیّنات نہیں

میں جہاں ہوں وہاں بحمد اللہ
ذات ہی ذات ہے صفات نہیں

وصف والوں کی صف میں کوئی بھی
آپ سا کامل الصفات نہیں

فرش پر عرش

وسعتِ دل کے سامنے کچھ بھی
دونوں عالم کی کائنات نہیں

حشر سے میں ڈرا تو فرمایا!
آ مرے ساتھ کوئی بات نہیں

زاہد و خلد جا کے دیکھ آؤ
میکشی سے کہیں نجات نہیں

نامکمل ہے نعرۂ تکبیر
ساتھ گر نعرۂ صلوات نہیں

حشر میں ہم ضرور جائینگے
کیا محمدؐ کی وہ برات نہیں

میرے مشکل کشا کا صدقہ ہے
مشکلیں کچھ بھی مشکلات نہیں

فرش پر عرش

وسعتِ دل کے سامنے کچھ بھی
دونوں عالم کی کائنات نہیں

حشر سے میں ڈرا تو فرمایا!
آ مرے ساتھ کوئی بات نہیں

زاہدو خلد جا کے دیکھ آؤ
میکشی سے کہیں نجات نہیں

نامکمل ہے نعرۂ تکبیر
ساتھ گر نعرۂ صلوات نہیں

حشر میں ہم ضرور جائیں گے
کیا محمدؐ کی وہ برات نہیں

میرے مشکلکشا کا صدقہ ہے
مشکلیں کچھ بھی مشکلات نہیں

نمی زیبد کہ سیرِ در بدَر کن
عنایت بر سرِ ما سر بسر کن
نسیما جانب بطحیٰ گزر کن
ز احوالم محمّد را خبر کن

یہ کہتا اے مرے شاہنشہِ کُن
ترے مہجور کی دن رات ہی دُھن
کہا کرتا ہے مجھ سے سُن ارے سُن
نسیما جانبِ بطحیٰ گزر کُن
ز احوالم محمّد را خبر کن

کوئی بے گن پہ کرپا ہے بڑا گن
دیا بے پُن پہ کرنا ہے مہا پُن
دہائی دیت ہے سر اپنا دُھن دُھن

نسیما جانب بطحیٰ گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
دعا سید تجھے دیتا ہے چن چن
تری رفتار پر برسا کرے ہن

قیامت تک ترے بازو نہ ہوں سُن
نسیما جانب بطحیٰ گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

جناب رحمۃ للعالمیں تشریف لاتے ہیں

ازل کی صبح کے مہر مبیں تشریف لاتے ہیں   شبستان ابد کے مہ جبیں تشریف لاتے ہیں
نگاہِ کبریا کے نازنیں تشریف لاتے ہیں   ظہورِ شانِ رب العالمیں تشریف لاتے ہیں

جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لاتے ہیں
شفاعت تاج ہے اُسکے نگیں تشریف لاتے ہیں   عنایت راج ہے اُسکے امیں تشریف لاتے ہیں
جہاں محتاج ہے سلطانِ دیں تشریف لاتے ہیں   یہی غُل آج ہے نورِ مبیں تشریف لاتے ہیں
جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لاتے ہیں

قدم اسکے تجلی آفریں تشریف لاتے ہیں   حدوث اسکے بہارِ اولیں تشریف لاتے ہیں
وہی زینت دہِ عرشِ بریں تشریف لاتے ہیں   اٹھائے پردہ کو پردہ نشیں تشریف لاتے ہیں
جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لاتے ہیں
دوائے دردِ ہر اندوہگیں تشریف لاتے ہیں   سکون و راحتِ قلبِ حزیں تشریف لاتے ہیں

غریبوں کے مددگار و معیں تشریف لاتے ہیں   اٹھائے پردہ کو پردہ نشیں تشریف لاتے ہیں
جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لاتے ہیں
سنوارے آج زلفِ عنبریں تشریف لاتے ہیں   تبسم لب پہ آنکھیں سرمگیں تشریف لاتے ہیں
جلو میں لیکے سب دنیا و دیں تشریف لاتے ہیں   لئے ہاتھوں میں فردوسِ بریں تشریف لاتے ہیں

ردیف و

جہاں بانی

ہر گدا اُن کا مناسب ہے جہاں بانی کو
پائی ہے جن سے سُلیماں نے سُلیمانی کو
قابل قدر کو وہ جانے جو ہو صاحب قدر
جوہری چاہئے موتی کی نگہبانی کو
یہ بھی اے پردہ نشیں پردہ میں کیا پردہ ہے
جب چھپایا نہیں جلووں کی فرادانی کو
زہر پی لیا تلوار پہ گردن رکھ دی
پوچھ ہاں پوچھ لو حسنین سے قربانی کو

ذات لاثانی کے وہ صاحبِ لاثانی تھے
ثانی اِثنین میں ثانی ہے تو لاثانی کو

آجکل دین کے چکّر میں رہا کرتے ہیں
بھینٹ دے آئے کہیں جذبۂ ایمانی کو

اپنے محبوب کو جب عالمِ کثرت بخشا
دیدیا دیدۂ نگراں انہیں نگرانی کو

اللہ اللہ رے وہ جامِ شہادت والے
پیتے جاتے ہیں ترستے ہیں مگر پانی کو

چاہتے ہیں کہ کسی کو بھی نہ مانے سیّد
رند ہی مانے گا اس آپ کی من مانی کو

ضیائے آفتاب

مدینہ یا عرب یا ملکِ چیں ہو   زمیں یا آسمانِ ہفتمیں ہو
رفیع الشان ہو یا کمتریں ہو   غرض کوئی مکاں کوئی مکیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو

تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

ازل کی صبح کے مہرِ مبیں ہو   شبستانِ ابد کے مہ جبیں ہو
نگاہِ کبریا میں نازنیں ہو   ظہورِ شانِ رب العالمیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو

تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

حسینوں میں تمہیں ایسے حسیں ہو   کہ محبوبِ الٰہ العالمیں ہو
ہر اک کاشانۂ دل میں مکیں ہو   نگاہِ شوق میں نازآفریں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

تمہیں زیبائش عرشِ بریں ہو ضیائے آفتابِ داد و دیں ہو
جبینِ چرخ کے نورِ مبیں ہو زمیں پر صاحبِ فتحِ مبیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

حبیبِ حق ہو ختم المرسلیں ہو نبی ہو شارعِ شرعِ مبیں ہو
فروغِ طا و ہا و یا و سیں ہو - امیں ہو مہبطِ روح الامیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

بظاہر گو مدینہ کے مکیں ہو مگر واللہ تم مجھ سے قریں ہو
سکون و راحتِ قلبِ حزیں ہو جہاں میں نے تمہیں دیکھا وہیں ہو

کرم سب پہ ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

ردیف ہ

بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

اے آلِ نبی خواجہ اولادِ علی خواجہ   حسنین کے گلشن ہو زہرا کی کلی خواجہ
شاہنشہِ ظلِ اللہ مولیٰ کے ولی خواجہ   ہاتھوں میں تمہارے ہے منشاءِ ولی خواجہ
بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

در پر ترے لاکھوں کی بدبختی بھگی خواجہ   بے لطفوں کی جاتی ہے سب بدمزگی خواجہ
مایوسوں کے بنجر میں کھیتی ہے اُگی خواجہ   کیا ہے جو مری قسمت اب تک نہ جگی خواجہ
بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

فرش پر عرش

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

شفاعت تاج تم اسکے نگیں ہو عنایت راج تم اسکے امیں ہو
ہر ایک محتاج تم سلطان دیں ہو جہاں میں آج جو کچھ ہو تمہیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

جو دل والے ہیں انکے دلنشیں ہو سرور سینۂ اندوہگیں ہو
ترا کھاتے ہیں سب سبکے معیں ہو وہ اہل دیں ہو یا وہ اہل کیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمیں ہو

الٰہی کاش ایسا بھی کہیں ہو کہ سجدہ جس گھڑی ہو پر زمیں ہو
ترے محبوب کی طلعت بیں ہو مرے لب پر یہ نعت شاہ دیں ہو

دن رات بناتے ہو کھوٹی کو کھری خواجہ   دیوڑھی پہ ترے کس کی جھولی نہ بھری خواجہ
برگشتہ نصیبوں کی تقدیر پھری خواجہ   آنکھیں مری اب تک ہیں چوکھٹ پہ دھری خواجہ
بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

بھر لیتے ہیں اس در پہ جھولی کو سبھی خواجہ   محروم نہیں جاتا کوئی بھی کبھی خواجہ
لے لونگا میں منہ مانگا چوکھٹ پہ ابھی خواجہ   اٹھیگا تو اٹھیگا سر میرا ابھی خواجہ
بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

کیا شان تمہاری ہے اللہ غنی خواجہ   دنیا کے دھنی خواجہ عقبیٰ کے دھنی خواجہ
ذرہ کو بناتے ہو لعل یمنی خواجہ   کیا بات ہے جو اب تک میری نہ بنی خواجہ
بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

کس شان سے محفل کی رونق ہے سجی خواجہ   ناشاد کی جاتی ہے دن رات غمی خواجہ
دیکھو ذرا سید کی آنکھوں کی نمی خواجہ   کس چیز کی آخر ہے اس در پہ کمی خواجہ
بگڑی کے بنانے میں کیوں دیر لگی خواجہ

شمشیرِ عمل

چشمِ بینا تو نہ جلوؤں کو مہ و خاور کے دیکھ
دیکھنا ہے گر تجھے تلووں کو پیغمبر کے دیکھ

دافعِ جملہ مضرت جالبِ ہر منفعت
معجزات آ کر محمد مصطفیٰ کے در کے دیکھ

موت کا خطرہ ابد تک پاس آ سکتا نہیں
شانِ اقدس پر محمد مصطفیٰ کے مر کے دیکھ

ایک ہی سجدے میں ہو جائے ادا ساری قضا
آستانِ مصطفیٰ پر جا کے سر کو دھر کے دیکھ

یَا رَفِیْقِیْ اِتَّقِ اللهُ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْكَ

تجھ سے سب ڈرنے لگیں اللہ سے تو ڈر کے دیکھ
حضرتِ صدیق اکبر سے صفا کا لے سبق
عدلِ فاروقی میں جوہر تیغ دو پیکر کے دیکھ
پوچھ ہاں شاہکارِ عثمانی کو تو قرآں سے پوچھ
جستجوئے یار میں انداز کو حیدر کے دیکھ
خار زارِ دہر میں جینا اگر ہے سیکھنا
صبر کو شبیر کے ایثار کو شبّر کے دیکھ
زاریاں غمخواریاں قربانیاں ستاریاں
پھول بوٹے حضرتِ زہرا کی تو چادر کے دیکھ
غوث کو یا غوث کہتے کہتے ہو جاتے ہیں غوث
خواجگی مِل جاتی ہے خواجہ کا تو دم بھر کے دیکھ
زیرِ شمشیرِ عمل ہے اوجِ فردوسِ بریں

دیکھنا ہے دیکھ لے سید مگر کچھ کر کے دیکھ

نمازِ عشق

تڑپتا ہے ترے تیروں کو سینہ   اِدھر بھی او کماں دارِ مدینہ
مجھے گردابِ الفت میں ڈبو دے   نہ ابھرے حشر تک میرا سفینہ
محمد مصطفےٰ کو مان جانا   یہی بامِ حقیقت کا ہے زینہ
نمازِ عشق کو پڑھنا پڑھانا   مری تعلیم ہے سینہ بہ سینہ
سنا ہے قبر میں آکر ملیں گے   مجھے دوبھر ہے اب تو میرا جینا
چل اس کوچہ میں اے شوقِ شہادت   برابر کر تو دے خون اور پسینہ

تصدّق پیر و مرشد کا ہے سید
کہ ہے سینہ خزینہ دل نگینہ

دُرِّ نجف

اے صحنِ علی نورِ ضیا بارِ مدینہ
کونین میں کس جا نہیں انوارِ مدینہ

جنّت کی بہاروں کا خلاصہ تجھے پایا
آ سینے میں رکھ لوں تجھے اے خارِ مدینہ

باہوش و خرد دیکھئے قدرت کی تجلّی
یہ طور نہیں ہے یہ ہے کہسارِ مدینہ

ہو جاتے ہیں جاں بخش و شفا بخش و عطا بخش
اللہ رے مسیحائی بیمارِ مدینہ

یہ میری توانائی و تسکیں کا سبب ہے
اچھا نہ ہو یا رب مرا آزارِ مدینہ

یہ در ہے صدف لعلِ یمن درِّ نجف کا
دُربار و گہربار ہے دربارِ مدینہ

سینے میں تڑپتی ہے مچلتی ہے تمنّا
ڈال ایک نظر میرے کماندارِ مدینہ

صدقے ہے صباحت تو نچھاور ہے ملاحت
اے صلِّ علیٰ حسنِ طرحدارِ مدینہ

فردوسِ نظر خود ہی ہیں جو خلد بداماں
آنکھوں میں لئے پھرتے ہیں گلزارِ مدینہ

کچھ خاک کے ذرّے ہیں یہاں ایسے بھی سیّد
خود عرش سے بڑھ جاتا ہے معیارِ مدینہ

* * *

پرسشِ اعمال

مخمس بر غزل اعلیحضرت فاضل بریلوی

پرسشِ اعمال میں مہمان داری واہ واہ   باریابی اپنی پھر دیدار باری واہ واہ
بھر گئی جنت گنہگاروں سے ساری واہ واہ   کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

پنجۂ قدرت ہی ہر انگشت بہر بحر و بر   جب پھریں سورج پھرا اٹھیں تو دو ٹکڑے قمر
جھک رہا ہے انکے آگے ابرِ نیساں کا بھی سر   انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

اک شبِ معراج کیا ہر روز و شب خود ہے گواہ   تک رہے ہیں رات دن ارض و سما انکی ہی راہ
روزِ اول سے طریقہ ہے یہی شام و پگاہ   نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

غنچۂ دل کیوں کھلا کیوں رو بہ صحت ہے مزاج　　داغ سب گل بنگئے کیوں بہکے گیا کیوں اختلاج
کسکے کوچہ کی ہوا نے کر دیا میرا علاج　　کیا مدینے سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج

کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

بخشتے جاتے ہیں گناہ صدقے میں انکے نام کے　　کام آتے ہیں یہی ہر بیکس و ناکام کے
خاص بنتے ہو گئے انکی بدولت عام کے　　صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

ایسے کوچہ میں جہاں کی موت ہو رشکِ بقا　　جسکے کتوں پر کریں عشاق جان و دل فدا
تجھسے اے سید یہ فرماتے ہیں مولانا رضا　　پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں ترا

ان سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

شَیْئًا لِلّٰہ

میں خطا کار و گنہگار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ   بندۂ نفس سیہ کار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ
مجرم و بےکس و بےیار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ   دستگیری کا طلبگار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ

زندہ در گور ہوں بیمار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ   پابۂ زنجیر و گرفتار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ
اُسپہ بے دست ہوں نادار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ   دستگیری کا طلبگار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ

بندۂ ایزدِ غفّار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ   اُمّتِ احمدِ مختار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ
خانہ زادوں میں ہیں سرکار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ   دستگیری کا طلبگار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئًا لِلّٰہ

گو زمانے سے ہوں بیمار مرض ہے مزمن   گو ستاتا ہے ہمیشہ سے مجھے نفس کا جن

فرش پر عرش

لب کشائی کا اِرادہ بھی کیا گو ہر دن   حالِ دل شرم سے ابتک نہ کہا تھا لیکن
آج میں بر سرِ اظہار ہوں شَیئاً لِلّٰہ

عمر جرموں میں تو چالیس سے زیادہ گذری   چھا گئی آہ مرے حال پہ تیرہ بختی
قادری کہتے رہے پھر بھی مجھے سب یعنی   کرمِ خاص کے لائق نہیں میں گو پھر بھی
آپ کا غاشیہ بردار ہوں شَیئاً لِلّٰہ

مجھ پہ اب فقرے کَسے جاتے ہیں کیسے کیسے   پوچھتے مجھ سے ہیں تم جیسا ہی کسکے برتے
میں نوائے غیرتِ جد تھک گیا سنتے سنتے   آپ ہی سنئے کہ اب اور کہوں میں کس سے
بس تہِ دامنِ سرکار ہوں شَیئاً لِلّٰہ

نہ کوئی اور تمنّا ہے نہ مقصد نہ مفاد   آرزو ہے تو یہی اور اسی کی ہے یاد
دیکھوں گر روئے منوّر تو کہوں زندہ باد   جلوۂ پاک نظر آئے تو بر آئے مراد
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں شَیئاً لِلّٰہ

مجھکو معلوم ہے میں کیا ہوں ظلوم اور جہول   نہ میں سائل کسی لائق ہوں نہ میرا سُؤل

فرش پر عرش

اور مری عرضِ تمنا بھی ہے کیا خاک ہے دھول   میرا کیا منہ ہے کہ ہو میری دعا بھی مقبول
میں کہ اک فردِ گنہگار ہوں شیئاً لِلّٰہ

اپنی نااہلی بھی محسوس ہوا اپنی ذِلّت   دِل بھی شرمندہ ہوا اور طاری خوف و دہشت
یعنی کچھ دیر کو ہو جایئے سیّد صورت   غوث کے در سے نہ لیجاؤ گے حسرت حسرت
بس کہو حاضرِ دربار ہوں شیئاً لِلّٰہ

دیکھلو سیّدِ لاچار کی صورت حالت   اس پہ حضرت کی رہا کرتی ہے شفقت رحمت
یعنی جب بندہ نوازی ہی ہو عادت سیرت   غوث کے در سے نہ لیجاؤ گے حسرت حسرت
بس کہو حاضرِ دربار ہوں شیئاً لِلّٰہ

یہیں پاتا ہے ہر اک صاحبِ حاجت حاجت   قادری جائے کہیں اور تو غیرت غیرت
مثلِ سیّد کے کرو نعرۂ حضرت حضرت   غوث کے در سے نہ لیجاؤ گے حسرت حسرت
بس کہو حاضرِ دربار ہوں شیئاً لِلّٰہ

ردیف ی

سلام

سلام ان پر دکھادی شان جسنے کبریائی کی
سلام ان پر جھکادیں گردنیں جسنے خدائی کی
سلام ان پر کہ جس نے کھولدیں آنکھیں خدائی کی
سلام ان پر کہ جنکے رخ نے حق کی رہنمائی کی
سلام ان پر کہ جنکی حد نہیں ملتی بڑائی کی !
سلام ان پر نہیں ہے تھاہ کچھ انکی سمائی کی
سلام ان پر کہ مخلوقات میں جلوہ نمائی کی
سلام ان پر کہ خالق سے نہ دم بھر کو جدائی کی
سلام ان پر کہ عرش اللہ پر بھی جبہ سائی کی !

سلام ان پر کہ کملی اوڑھ کر فرماروائی کی
سلام ان پر کہ کاٹی راہ ہر صبر آزمائی کی !
سلام ان پر کہ جنکی دھوم ہے مشکلکشائی کی

سلام ان پر مٹا دی رسم جسنے خودستائی کی
سلام ان پر خدا نے جنکی خود مدحت سرائی کی
سلام ان پر کہ جس نے عرش سے بالا رسائی کی
سلام ان پر کہ جسنے دی بڑھا عزت چٹائی کی

سلام ان پر کہ خود الفقر فخری جن پہ نازاں ہے
سلام ان پر کہ جنکی دھوم ہے ہر جا بڑائی کی
سلام ان پر کہ جنکو صدرِ بزمِ انبیاء کہئے
سلام ان پر مچی ہے دھوم جنکی مصطفائی کی
سلام ان پر کہ جنکو رحمۃ اللعالمیں کہئے

سلام ان پر بدوں کے ساتھ بھی جسنے بھلائی کی
سلام ان پر کہ کی تعمیرِ تقوٰی جنکے ہاتھوں نے

سلام ان پر کہ بنیادیں ہلادیں ہر برائی کی
سلام ان پر کہ مسکینوں کی صف میں جلوہ آرا ہیں

سلام ان پر کہ تخت و تاج کی بھی رہنمائی کی
سلام ان پر کہ جسنے دل بڑھایا ہر سپاہی کا

سلام ان پر جنھوں نے کاٹ دی رگ فتنہ زائی کی
سلام ان پر عبادت کو عبادت کر دیا جس نے

سلام ان پر بتوں سے کعبہ کی جسنے صفائی کی
سلام ان پر کہ جسنے موت میں بھی زندگی رکھدی

سلام ان پر کہ شمشیروں نے جنکی ہمنوائی کی
سلام ان پر غمِ امت تھا جنکے پاک سینہ میں

سلام ان پر کہ جن کو فکر تھی میری رہائی کی
سلام ان پر کہ جنکا بچہ بچہ اک سفینہ ہے
سلام ان پر جنھوں نے ڈوبتوں کی ناخدائی کی
سلام ان پر کہ جس نے گھر لٹایا راہِ اُمّت میں
جنھوں نے کی شفاعت اسطرح اپنے فدائی کی
سلام اس پاک چوکھٹ پر فرشتے جسکے درباں ہیں
نہیں ہے اِنتہا کچھ جسکی رفعت کی اونچائی کی
سلام ان پر کہ ایسی دشمنوں میں دوستی ڈالی
کہ جیسے قدرتی ہوتی ہے تو بھائی سے بھائی کی
سلام ان پر کہ جنکی یادِ شیریں کا یہ عالم ہے
نہیں ہے سامنے اسکے حقیقت کچھ مٹھائی کی
سلام ان پر کہ بس جنکے سوا کچھ بھی نہ سیّد نے

نہ دنیا کی کمائی کی نہ عقبیٰ کی کمائی کی

درودِ مؤبّد

خدائے یکتا خدا کے پیامی خصائص میں اعلیٰ رسولوں میں نامی!
عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ السَّلَامُ صَلٰوةُ التَّوَالِيْ سَلَامُ الدَّوَامِيْ

کوئی حضرتِ نوح کے ہیں سفینے برجِ ہدایت کے ہیں کوئی تارے
ترے آل و اصحاب کے ساتھ تیرے درودِ مؤبّد سلامِ دوامی

ترا ذکر کرتے رہے انبیا تک ترا نام ہر دم زبانِ ملک پر
بسائے گئے ہیں زمین و فلک تک تمہارے درودی تمہارے سلامی

خداداد ہے شان و شوکت تمہاری کہ بعد از خدا ہے تو رفعت تمہاری
اذانوں میں بجتی ہے نوبت تمہاری نمازوں میں ہوتی ہے تیری سلامی

خدا مل گیا پا گیا تیرا در جو شہنشاہ کہتے ہیں تیرے گدا کو
تری بھیک کھا کھا کے ہوتے ہیں خسرو ترا جام پی پی کی ڈھلتے ہیں جامی

صداقت کے افسر عدالت کے جوہر حیا کے وہ پیکر شجاع و دلاور
ابو بکر و فاروق و عثمان و حیدر تمہارے پریمی ہمارے گرامی

ترا راز سمجھے غزالی نہ رازی تجھے ڈھونڈتے ہی رہے سب نمازی
نقابِ حقیقت یہ صدقے حجازی حجابات نوری یہ قربان شامی

سرِ عرش پہنچے تو تلوے تمہارے تمہیں سید الانبیا سب ہیں کہتے
تری سربلندی کو کیا کوئی سمجھے کہ تلوؤں کے نیچے ہے عالی مقامی

سلامٌ علیک اے شفاعت کے عادی سلامٌ علیک اے خدا کے منادی
سلامٌ علیک اے خدائی کے ہادی سلامٌ علیک اے امام الانامی

وہ کیا جانے انکو جو بالکل نہ جانے وہ کیا بوجھے انکی جو عزت نہ بوجھے
کوئی جا کے سید سے پوچھے تو سمجھے بنائے سیادت ہے انکی غلامی

مدحتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تعالی اللہ اے صلِّ علیٰ شوکت محمد کی
خدائی بھر میں ہے بعد از خدا رفعت محمد کی

خدائے پاک کے اخلاق ہیں سیرت محمد کی
جمالِ حق کا آئینہ بنی صورت محمد کی

اِسی سے بس سمجھ لو منزلِ قربت محمد کی
کہ خود اللہ کا دیدار ہے رویت محمد کی

مصیبت میں پڑے محشر کے دن اُمّت محمد کی
گوارا کر نہیں سکتی اسے رحمت محمد کی

خدائے پاک کا دستور ہے الفت محمد کی
عبادت رات دن معبود کی سنّت محمد کی

نرالی شان سے مہکے نہ کیوں عترت محمد کی
کہ کوئی پھول ہے اور کوئی ہے نکہت محمد کی

کوئی دیکھے ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کو
کہ کر دیتی ہے کسکو کیا سے کیا صحبت محمد کی

گز منکر کا ہو جنّت میں توبہ کیجئے توبہ
محمد کے تو ہم ہیں اور ہے جنّت محمد کی

زمیں کو ایک سکتہ ہے فلک کو ایک چکر ہے
ملائک دیکھکر حیران ہیں عزّت محمّد کی

یہ شانِ بےمثالی ہے اسی کہتے ہیں یکتائی
کہ سایہ بھی نہیں رکھتی کبھی وحدت محمد کی

خدا کا یہ طریقہ ہے اگر کوئی کرے سیّد
ہمیشہ ہر گھڑی ہر آن میں مدحت محمّد کی

گیسوئے جاناں

خدائی کیا خدا کی معرفت تم نے نمایاں کی
خدا کو منہ دکھانا ہے کہونگا بات ایماں کی
تعالی اللہ کیا ہے منزلت گیسوئے جاناں کی
قسم ہے اسکی قرآں میں قسم کھاتا ہوں قرآں کی
بڑی سرکار ہے اللہ اکبر میرے سلطاں کی
رعیت بنکے حاضر ہے سلیمانی سلیماں کی
بھرے دربار میں لائے گئے ہیں پوچھے جاتے ہیں
یہ قسمت زاہدو ہے عاصیوں کے جرم عصیاں کی
کوئی کہدے کسے معلوم تھا روز الست اتنا
کہ اٹھارہ ہزار عالم ہے قیمت اک مرے ہاں کی

بحمد اللہ سرنامہ پہ میرا نام لکھا ہے
مدینہ جائیے پڑھ آئیے فہرست درباں کی

رخِ روشن سے داغِ دل کو روشن کرکے فرمایا
خدا نے فرض کی نصرت مسلماں پر مسلماں کی

پتہ چلتا ہے اس حبل المتینِ زلف سے کچھ کچھ
کہ گہرائی ہے کتنی یار کے چاہِ زنخداں کی

ازل سے ہوں تمنائی میں روزِ حشر کا سیّد
کہ وہ محفل ہے اُس کوثر بکف جنّت بداماں کی

سیاہ پوشیٔ کعبہ

اللہ عطا پاشی اللہ خطا پوشی
کملی میں چھپائے ہیں مجرم کی گنہ کوشی

دربارِ مدینہ میں منگتا کی بھی خاموشی
اِعلان ہے جو آئے آئے پئے سرگوشی

اس یاد کے ہیں صدقے جس یاد نے بخشی ہے
مجھکو مری خود اپنی ہستی سے فراموشی

مرتے ہیں ان آنکھوں پر جیتے ہیں ان آنکھوں سے
دیکھے کوئی مستوں کی بیہوشی میں باہوشی

ان مست نگاہوں نے وہ چیز پلائی ہے
جو تقویٰ کا تقویٰ ہے مینوشی کی مینوشی

تم شمع سے بھی سیکھو پروانوں سے بھی سیکھو
خاموشی میں گویائی۔ گویائی میں خاموشی

محبوب کی فرقت کے یہ غم کی نشانی ہے
بے وجہ نہیں سیدؔ کعبہ کی سیہ پوشی

حسنِ احمدی

ترے سامنے نہ آئی تری دیکھکر بڑائی

نہ کسی کی تاج داری نہ کسی کی پیشوائی

تمہیں دیکھنے سے پہلے جسے سنتی تھی خدائی

تری بود نے دکھادی وہ نمودِ کبریائی

ترے زلف کی اسیری بڑے مشکلوں سے پائی

نہ ملے کبھی خدارا مرے دل کو اب رہائی

یہی جی میں ٹھان لی ہے یہی دل میں ہے سمائی

ترے در پہ جان دونگا میری موت گر نہ آئی

مرے نفس بد نے یارب مری عمر سب گنوائی

تری اے خدا دہائی تری اے نبی دہائی

فرش پر عرش

تعالیٰ اللہ اے ارضِ مدینہ تیرا کیا کہنا
بلندی عرش کی زیر زمیں معلوم ہوتی ہے

سراپا حق سراپا نور ہے سایہ ز سر تا پا
بشر کہنے کی کچھ صورت نہیں معلوم ہوتی ہے

سیہ کارانِ اُمّت کے لئے زلفِ سیاہ انکی
سراسر رحمۃ اللعالمیں معلوم ہوتی ہے

گنہ گاروں سے پوچھو زاہدو رتبہ محمد کا
انہیں قدرِ شفیع المذنبیں معلوم ہوتی ہے

خدا جانے کہ سودا سر میں ہے یا درد ہے دلمیں
مگر اک چوٹ سی مجھکو کہیں معلوم ہوتی ہے

نتیجہ یہ ہوا اس آستاں پر سر جھکانے کا
بجائے سجدہ گاہ میری جبیں معلوم ہوتی ہے

سرِ حشر دیکھ لینا کہ بغیر اُنکے اُٹھے
نہ سنی گئی کسی کی نہ تو کچھ چلی چلائی
ہے عجیب مست سیّد کہ ترے سوا نہ رکھا
نہ وہاں کا کوئی توشہ نہ یہاں کی کچھ کمائی

ردیف ے

رتبۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ کی زمیں بھی کیا زمیں معلوم ہوتی ہے
لئے آغوش میں خلدِ بریں معلوم ہوتی ہے
ترے جود و کرم کی ہر ادا ہیں یا رسول اللہ
نمودِ شان رب العالمیں معلوم ہوتی ہے

فرش پر عرش

یار تو بے حجاب ہے آنکھوں کا یہ غلاف ہے
بزمِ فلک میں رات بھر تاروں میں جوش لاف ہے
صبح کو نکلا آفتاب مطلع کا مطلع صاف ہے
حسُن ہے کیا بہارِ عشق عشق ہے کیا بہارِ حسُن
مَا بِہٖ الاِمتیاز ہی مَا بِہٖ الاِختلَاف ہے
رہروِ جستجوئے یار اسکو کہاں کہیں قرار
چِلّے یہاں حرام ہیں معصیت اعتکاف ہے
یار کی نقل بھی ہے یار۔ یار کی چال بھی ہے یار
ورنہ یہ کیا نماز ہے ورنہ یہ کیا طواف ہے
انکے قدم کو صد سلام انکے حشم کو صد درُود
کعبہ کا رخ ہے انکا رخ طوف میں خود مطاف ہے
سمع نوازیوں کا راز حسن بیانیوں کا راز

ہر احمق خواب ہی دیکھا کرے اپنی نبوّت کا
اسی میں شان ختم المرسلیں معلوم ہوتی ہے
معاذ اللہ حد بندی نبی کے فضلِ بے حد کی
وہابیت کسی کی بس یہیں معلوم ہوتی ہے
نگاہِ یار کی تاثیرِ سید ایسی ہے ان مٹ
جہاں تک تھی کسک ابتک یہیں معلوم ہوتی ہے

دامنِ دل

سر پر ہے آفتابِ حسن ڈھلنے سے پاک و صاف ہے
عمر کٹی جہاں مری سجدہ وہاں معاف ہے
دیر و حرم کے نام پر بحث ہے اختلاف ہے

فرش پر عرش

یار تو بے حجاب ہے آنکھوں کا یہ غلاف ہے
بزمِ فلک میں رات بھر تاروں میں جوشِ لاف ہے

صبح کو نکلا آفتاب مطلع کا مطلع صاف ہے
حُسن ہے کیا بہارِ عشق عشق ہے کیا بہار حُسن

مَابِہِ الاِمتیاز ہی مَابِہِ الاختلاف ہے
رہروِ جستجوئے یار اسکو کہاں کہیں قرار

چلّے یہاں حرام ہیں معصیت اعتکاف ہے
یار کی نقل بھی ہے یار۔ یار کی چال بھی ہے یار

ورنہ یہ کیا نماز ہے ورنہ یہ کیا طواف ہے
انکے قدم کو صد سلام، انکے حشم کو صد درُود

کعبہ کا رخ ہے انکا رخ طوف میں خود مطاف ہے
سمع نوازیوں کا راز حسن بیانیوں کا راز

زینتِ شین و قاف بھی عشق کی شین قاف ہے
حالِ برو ہے گو زبوں داغ سے پاک ہے دروں
سیدِ روسیاہ کا دامنِ دل تو صاف ہے

میدانِ حشر

محمد مصطفٰی یعنی خدا کی شان کے صدقے

میں ہر آن یا رب انکی ہر ہر آن کے صدقے
میں جنکی جستجو میں ہوں مجھے وہ آپ ڈھونڈینگے

خداوندا میں تیرے حشر کے میدان کے صدقے

اسی جانِ تمنا کی لئے ہے آرزو ہر دم
میں اپنے دل کے صدقے دل کے اس ارمان کے صدقے

اِدھر بھی او کماں دارِ نبوّت نیم باز آنکھیں
میں تیرے تیر کے صدقے ترے پیکاں کے صدقے

نبی نے بیٹھا میٹھا دردبخشا خانہ دِل کو
خداوندا میں اس شیریں زباں مہماں کے صدقے

مجھے بیمار رہنے دیجیے عشقِ محمد کا
مسیحا میں ترے صدقے ترے درماں کے صدقے

تعالی اللہ لبِ نازک رخِ زیبا قدِ بالا
میں محبوبی کے اس آرائشی ساماں کے صدقے

وہ لینگے چھانٹ اپنے نام لیواؤنکو محشر میں
غضب کی بھیڑ میں انکی میں اس پہچان کے صدقے

نبی کا کوئی ساتھی کوئی بندہ کوئی ہمدم ہے
ابوبکر و عمر پر میں فدا عثمان کے صدقے

علی تو ہیں علی اللہ اکبر ان کا کیا کہنا
کہ ہیں انکے ابو ذر پر فدا سلمان کے صدقے

زمانہ اپنے تقویٰ کا فدائی ہے مگر سیدؔ
شفیع المذنبیں پر اپنے اطمینان کے صدقے

رازِ کامیابی

میرے نالے میں ہے نہ آہ میں ہے — جو اثر آپکی نگاہ میں ہے
دبدبہ آپکے گداؤں کا — تاج ہی میں نہ ہے نہ شاہ میں ہے
پوچھ لو یوسف و زلیخا سے — کامیابی کا راز چاہ میں ہے
راہگیروں کی خیر ہو یارب — رہزنوں کا ہجوم راہ میں ہے
ساری پگڈنڈیاں شکستہ ہیں — امن شارع کی شاہراہ میں ہے

وہ مزا وصلِ روز و شب میں نہیں — جو ملاقات گاہ گاہ میں ہے
زاہد و روح زہد و تقویٰ کی — مجرم عشق کے گناہ میں ہے
رخ میں ابرو ہے ابرو میں تیر — مہر میں ماہ مہر ماہ میں ہے

کون سید کو ڈھونڈ پائیگا
کالی کملی کی وہ پناہ میں ہے

حقائق و حکم

حسن میں اک ابھار ہے عشق میں اک امنگ ہے
شانِ نمود ہے جدا بود میں ایک رنگ ہے
بحر و حباب کی طرح بو و گلاب کی طرح
یار ہے مجھ میں جلوہ گر یار میں میرا رنگ ہے

عشق میں شان کی ہوس رہنے بھی دیجیگا بس
آپ کو جس پہ فخر ہے میرے لیئے وہ ننگ ہے
حسن کا نام دوسرا باغ و بہارِ عشق ہے
عشق ہے کیا۔ بہار کے نشہ کا اک ترنگ ہے
رکھ لے جو نقشِ پائے یار سنگ نہ کہیئے ہے وہ موم
رکھے انہیں نہ دل تو دل موم نہیں ہے سنگ ہے
حشر میں باغ خلد پر غل ہے کہ نعرۂ درود
صلِّ علیٰ بہشت میں طیبہ کا رنگ ڈھنگ ہے
اُنکے جوامعِ الکلم جانِ حقائق و حلم
نطقِ فصیح گنگ ہے عقلِ حکیم دنگ ہے
صولتِ خالدی میں دیکھ ہیبت حیدری سے سیکھ
حق سے اگر کوئی دبا دل کا بڑا دبنگ ہے

سیّد بےنوا ہے کیا راز ہی راز رہ گیا
رندِ خراب ہے کہ وہ مردِ خدا ملنگ ہے

معراجِ شاعری

چشمانِ سُرمگیں سے گیسوئے عنبریں سے
اے میرے گمشدہ دل آواز دے کہیں سے

جور و ستم کی روندی کچلی ہوئی زمیں سے
اے میرے گمشدہ دل آواز دے کہیں سے

ہوتا نہ جو فلک سے مقتل کی سرزمیں سے
وہ کام ہو گیا ہے اس آپ کی نہیں سے

فرش پر عرش

زاہد کا مئے سے تقویٰ توبہ ہزار توبہ
جنت نہیں بچی ہے اس آبِ آتشیں سے

وہ بھی ہے کوئی سینہ جس میں نہ ہو مدینہ
زیبائشِ مکاں ہے زیبائشِ مکیں سے

آ سنگِ آستانہ آ نقشِ پائے جاناں
سجدے نکل پڑے ہیں بیساختہ جبیں سے

معراجِ شاعری ہے سیّد ترا تغزّل
پہونچا فلک پہ اڑ کر اس نظم کی زمیں سے

اسمِ اعظم

محمد مصطفےٰ کا نام نامی اسمِ اعظم ہے

فرش پر عرش

یہاں بھی حشر میں بھی قبر میں بھی دافعِ غم ہے
خدا ہرگز نہیں ہیں وہ خدا کے خاص بندے ہیں
مگر بعد از خدا جو کچھ انہیں کہئے وہی کم ہے
یہ سارا قبلہ و کعبہ انہیں کے رخ کے جلوے ہیں
گھٹا امّت کی کیا ہے سایۂ گیسوئے برہم ہے
برابر خوابگاہِ ناز کے ذروں کے ہو جائے
زمیں کیا آسماں کیا عرشِ اعظم میں نہیں دم ہے
وہ چشمے جو بہے تھے گھائیوں سے دستِ اقدس کے
شرف میں سامنے انکے نہ کوثر ہے نہ زم زم ہے
بھلا انکے عروج و فضل کو کیسے کوئی سمجھے
کہ تابعدار کا جنکے لقب اتقیٰ ہے اکرم ہے
دہائی ہے مرے مولیٰ دہائی ہے مرے آقا

فرش پر عرش

عرب سے تا عجم امت میں تیری ایک ماتم ہے
خزاں اور موسمِ گل دونوں فصلیں انکی یکساں ہیں

مہینہ کوئی ہو اُنکے لئے ماہِ محرم ہے
غضب یہ ہے تمہارا نام لیکر کتنے ایسے ہیں

کہ جنکا قبلۂ مقصود بس دینار و درہم ہے
بنا ہے شعلۂ جوالہ کوئی کوئی ہے انگارہ

اِدھر دیکھو جہنّم ہے اُدھر دیکھو جہنّم ہے
مدد کا وقت ہے اے بیکسوں کے حامی و والی

تمہارے نام لیوا کا لقب سو وقت ملزم ہے
یہ دعویٰ سَوْفَ یُعْطِیْکَ فَتَرْضٰی سے ہوا تھا

کہ عند اللہ مرضی آپکی سب پر مقدّم ہے
لبِ جبریل سے پیہم صدا آتی ہے یہ سنتے ہیں

نویدِ عیدِ میلادِ شہنشاہِ دوعالم ہے

ہمیں کیا اگر خزاں آئے کہ گلشن میں بہار آئے
نہ تم آئے تو پھر دنیا میں کوئی بھی ہزار آئے
نہ چہرے پر شکن آئے نہ دل میں کچھ غبار آئے
بہادر کے مقابل تیغ آئے خواہ دار آئے
مبارک وہ گھڑی ہے جبمیں وہ جانِ بہار آئے
الٰہی ایسی ساعت روز آئے بار بار آئے
ترے رندوں کو شاید میکدہ بردوش کہتے ہیں

سرِ محشر بھی آنکھوں میں لئے تیرا خمار آئے
عجب دستور ہے جس نے لگا دی جان کی بازی
تو وہ جیتا جو اپنی جان کو بازی میں ہار آئے
بہت ہیں آنیوالے پھر بھی آنا اسکو کہتے ہیں
کہ وہ آئے تو پیچھے پیچھے اٹھارہ ہزار آئے
سواری آ رہی ہے انبیاء کے صدرِ اعظم کی
لبِ جبریل بامِ کعبہ پر چڑھکر پکار آئے
غریبوں بیکسوں کی غمزدوں کی عید کا دن ہے
کہ سب کے چارہ ساز آئے ہیں سب کے غمگسار آئے

اگر آنا ہے آئے شرط اتنی ہی مگر سید
نویدِ عید میلاد النبی لیکر بہار آئے

محرابِ حرم

جلوہ کیجے خواہ پردہ کیجئے   مجھکو اپنے پاس رکھا کیجئے
عشق کا پھر آپ دعویٰ کیجئے   پہلے پتھر کا کلیجہ کیجئے
وادیٔ دل میں تجلّی کیجئے   فرش کو عرشِ معلّیٰ کیجئے
پھر مسیحائی کا دعویٰ کیجئے   اپنے ماروں کو تو زندہ کیجئے
بیقراری دیکھ جایا کیجئے   حوصلہ دل کا بڑھایا کیجئے
انکو لانا ہے تو ایسا کیجئے   کعبۂ دل کو مدینہ کیجئے
عاقلی و دانائی و فرزانگی   انکے دیوانوں سے سیکھا کیجئے
گتھیاں تقوے کی سب کھلجائینگی   انکے رندوں سے نہ الجھا کیجئے
دل میں لہریں حسن کی بھر دیجئے   بند اک کوزے میں دریا کیجئے

طاقِ ابرو ہے کہ محرابِ حرم جی میں آتا ہے کہ سجدہ کیجئے
جرم ہے کوئی نہ کوئی عیب ہے حسن کو پھر کیوں چھپایا کیجئے
دل میں رکھیے جستجوئے ذوق کو کون کہتا ہے نہ تقویٰ کیجئے

بعد سجدہ ہاتھ ملکر کہہ پڑے
کیا نہ کیجے ہائے اب کیا کیجئے

میری نسبت بہت پرانی ہے

آہ سے اشک کی روانی ہے انکے عاشق کی یہ نشانی ہے
ضعف ہے اور ناتوانی ہے تو کہاں اے مری جوانی ہے

فرش پر عرش

اب کہاں کوئی نالہ و فریاد   میری میت ہے بے زبانی ہے
بے مثالی ہیں لاجوابی میں   انکا کوئی کہاں بھی ثانی ہے
جس میں شرم و حیا کا رنگ نہ ہو   وہ پسینہ نہیں ہے پانی ہے
کیا بیاں ہو مرے فسانے کا   درد ہی درد کی کہانی ہے
حشر میں وہ کہینگے اِک اِک سے   تیری بگڑی مجھے بنانی ہے
میری گمگشتگی کا ہے صدقہ   بے نشانی مری نشانی ہے
ہوں ازل سے انہیں کا میں سیدؔ
میری نسبت بہت پرانی ہے

حُسنِ تجسُّس

جب رُخ ہے بیت اللہ کا پھر گھر بار کا چرچہ کون کرے

محبُوب کی چوکھٹ کو پاکر اغیار کا سجدہ کون کرے
داناؤ! نادانی نہ کرو بیمارِ محبّت کو چھوڑو
بیماری جبکی صحت ہو پھر اِس کا مداوا کون کرے
بحری موجوں کا خوف نہیں برّی خطروں کا خوف نہیں
حاجی کا جِگر ہے یا پتھر پتھر کا کلیجہ کون کرے
تہمد باندھے چادر اوڑھے سر کو کھولے خوشبو چھوڑے
مولیٰ کے دیوانوں کے سوا یہ بھیس انوکھا کون کرے
چوکھٹ پر ناک رگڑتے ہیں پیشانی در پر گھِستے ہیں
چکّر درِ یار کا کرتے ہیں بے عِشق کے ایسا کون کرے
یہ جنگل جنگل پھرتے ہیں پتھریلے تِنکے چنتے ہیں
حجّاج کے آگے سچ پوچھو تو عِشق کا دعویٰ کون کرے
یہ طالب ذات ہی کے ہیں یہ تارک سب لذات کے ہیں

یہ حسن تجسس کون کرے یوں ترک تمنا کون کرے
یہ بزم ازل میں جو بولے اب تک لبیک نہیں بھولے
یہ عہدِ وفا کے پیکر ہیں یوں عہد کو پورا کون کرے
اے پردہ نشینِ بیت اللہ اے شانِ تجلی دل میں آ
حاجی تیرے دیوانے ہیں دیوانوں سے پردہ کون کرے
سینہ تانے بالکل بے غم کہتے ہیں مچل کر بے شک ہم
جب اُن سے کوئی کہتا ہے کعبہ کو مدینہ کون کرے
گلیاں یہ رسول کی گلیاں ہیں صحرا یہ رسول کے صحرا ہیں
اس کا جو لحاظ نہ ہو سیّد پھر حج کا ارادہ کون کرے

ناز

بے دیکھی بات ہے نہ یہ سربستہ راز

اُن کی گلی کا بندہ بھی بندہ نواز ہے
چودہ صدی سے ساری خدائی ہے دیکھتی
محمود ہے جو اُن کی گلی کا ایاز ہے!
پڑھیے حدیث مَنْ رَاٰنِیْ اور دیکھیے
کیا یہاں یہ شانِ حقیقت مجاز ہے
لنگر لٹے مگر یہ خموشی کہ جانئے
باڑا نہیں ہے محفلِ راز و نیاز ہے
اے ناخدائے خلق و مددگارِ کائنات
طوفان ہے غلاموں کا تیرے جہاز ہے
ظالم کو اپنی دولت و طاقت پہ ہے گھمنڈ
ہم بیکسوں کو تیری حمایت پہ ناز ہے
بے چارگی کہاں کی ہے کیا چیز بے کسی

اللہ بھی رسول مرا چارہ ساز ہے
کعبہ کی ہم نے سیر کی طیبہ کی سیر کی
سب دیکھ کر بھی سمجھے کہ جو کچھ ہے راز ہے
دونوں حرم سے آتی ہے سید یہاں ہوا
جدّہ حرم نہیں ہے مگر پھر حجاز ہے

حجازی لے

اب تو دیر و حرم میں بازی ہے
تو کہاں آہ پاکبازی ہے
ارے ہوش و خرد کے دیوانو
اُن کا ہر مست فخر رازی ہے

فرش پر عرش

سر اٹھائے نہ سنگِ در سے کبھی
بس وہی بس وہی نمازی ہے

نفس کو جسنے قتل کر ڈالا
لقب اس کا شہید و غازی ہے

ہے حقیقت وہی حقیقت میں
جسکی ہر ہر ادا مجازی ہے

بت کریں بندۂ خدا پر ظلم
میرے مولیٰ کی بے نیازی ہے

ہائے اندھیر کا ٹھکانہ کیا
جس میں دیکھو زمانہ سازی ہے

بود کثرت کا دعوئ بے بود
آپ کی بس زباں درازی ہے

آپ کی ہر غزل میں اے سیّد
سازِ ہندی ہے لَے حجازی ہے

شمشیرِ نظر

مَلک ہو جائے کوئی یا کوئی رضواں ہو جائے
بات تو جب ہے کہ انساں ہو تو انساں ہو جائے

قیس ہو جائے کوئی نجد کا سلطاں ہو جائے
سخت دشوار ہے لیکن کہ مسلماں ہو جائے

ماہ ہو جائے ابھی مہرِ درخشاں ہو جائے
دل یہ وہ عارضِ پرنور جو تاباں ہو جائے
کاش شمشیرِ نظر آپ کی عریاں ہو جائے

بس ابھی بسمل بے چارہ کا درماں ہو جائے
کہیں بھولوں نہ مزے ٹیس کے اے حسنِ ملیح
وہ نمک جھونک کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے
ہو گیا ایسا ہوں مشکل طلبی کا عادی
ڈر رہا ہوں کہ کہیں یہ بھی نہ آساں ہو جائے
دیکھئے حسنِ مجازی میں حقیقت کی جھلک
کافری سیکھئے ایسی کہ مسلماں ہو جائے
روتی تھیں کیوں غمِ فردوس میں دادی حوّا
دیکھنا جس کو ہو وہ جدّہ میں مہماں ہو جائے

شعر کہنے کا اگر حق ہے تو اسکو سید
جو سخنگو سے سخن سنج و سخنداں ہو جائے

سر اٹھائے نہ سنگِ در سے کبھی
بس وہی بس وہی نمازی ہے
نفس کو جس نے قتل کر ڈالا
لقب اس کا شہید و غازی ہے

ہے حقیقت وہی حقیقت میں
جسکی ہر ہر ادا مجازی ہے
بت کریں بندۂ خدا پر ظلم
میرے مولیٰ کی بے نیازی ہے
لٹے اندھیر کا ٹھکانہ کیا
جس میں دیکھو زمانہ سازی ہے
بو و کثرت کا دعوئی بے بود
آپ کی بس زباں درازی ہے

بس ابھی بسملِ بے چارہ کا درماں ہو جائے
کہیں بھولوں نہ مزے ٹیس کے اے حسنِ ملیح
وہ نمک جھونک کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے
ہوگیا ایسا ہوں مشکل طلبی کا عادی
ڈر رہا ہوں کہ کہیں یہ بھی نہ آساں ہو جائے
دیکھئے حسنِ مجازی میں حقیقت کی جھلک
کافری سیکھئے ایسی کہ مسلماں ہو جائے
روتی تھیں کیوں غمِ فردوس میں دادی حوّا
دیکھنا جس کو ہو وہ جدّہ میں مہماں ہو جائے

شعر کہنے کا اگر حق ہے تو اسکو سید
جو سخنگو سے سخن سنج و سخنداں ہو جائے

اوران کا تیسرا صدیق پھر فاروق ذیشاں ہے
چھٹا ان کا علی ہے پانچواں کیسا درخشاں ہے
تعالیٰ اللہ اللہُ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے.
زبانِ مرتضیٰ بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے

علی کے لب پہ خطبہ ہے عبادت گاہ یزداں ہے
نگہ کے سامنے جمعیتِ اربابِ ایماں ہے!
ہوا ارشاد سن لے جو بھی حاضر جن و انساں ہے،
ابوبکر و عمر عثماں کا دشمن نامسلماں ہے

تعالیٰ اللہ اللہُ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے
زبانِ مرتضیٰ بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے
کلام اللہ جس کا نقطہ نقطہ وحئ یزداں ہے!
خدا ہی جسکا جامع ہے محافظ ہے نگہباں ہے

مگر اللہ رے سرکار کی کتنی بڑی شاں ہے
کہ جنکی ذات پر دار و مدارِ جمیع قرآں ہے

تعالیٰ اللہ اللہ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے
زبانِ مرتضیٰ بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے

انہیں کا دست ہے، دستِ نبی جو دستِ یزداں ہے
یہ دعویٰ بیعتُ الرّضوان سے بالکل نمایاں ہے

رسُول اللہ نے دو بیٹیاں بخشیں بڑی شان ہے
اِسی باعث سے ذولنورین کہتا ہر مسلماں ہے

تعالیٰ اللہ اللہ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے
زبانِ مرتضیٰ بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے

محمد مصطفےٰ کے فیض کا کیسا گلستاں ہے
کہ جس جس پھول کو دیکھو وہ گلزارِ دبستاں ہے

فرش پر عرش

ضعیفوں کیلئے اک بوستاں روحِ خیاباں ہے
جوانوں کا بہارستان ہے دستورِ صِباں ہے

تعالیٰ اللہ اللہ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے!
زبانِ مرتضیٰ بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے

کسِ ہر بیکساں ہے دردمندِ دردمنداں ہے
رحیمِ اہل و ایماں چارۂ بے ساز و ساماں ہے

پناہِ بے پناہاں ہے معینِ ہر پریشاں ہے
جو چاہو اُن سے مانگو لب پہ انکے ہر گھڑی ہاں ہے

تعالیٰ اللہ اللہ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے
زبانِ مرتضیٰ بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے

زمیں پر ایک محبوبِ حبیبِ خاصِ رحماں ہے
فلک پر خلد میں دیکھو رفیقِ شاہِ خوباں ہے

صلاح و صدق میں یکتا ہے سلطانِ شہیداں ہے
بجز اُنکے کرم کے تیرا سید کون پُرساں ہے!
تعالی اللہ اللہ غنی کیا ذاتِ عثماں ہے
زبانِ مرتضی بھی جنکے حق میں منقبت خواں ہے

محمد ہمارے محمد ہمارے

فلک کے فرشتوں کی آنکھوں کے تارے زمیں کے زمیں بھر کے حق میں سہارے
خدا کی خدائی میں مولیٰ کے پیارے محمد ہمارے محمد ہمارے
ہر اولیٰ سے اولیٰ ہر اعلیٰ سے اعلیٰ نمودِ کمالاتِ مولیٰ تعالیٰ
وہ اونچوں کے اونچے وہ اچھوں کے اچھے وہ ساری خدائی میں پیاروں کے پیارے
زباں ترجمانِ کلامِ الٰہی تبسم کو کہئے کہ برقِ تجلّی

وہ پائیں میں سیّد قدم پر پڑا ہے اٹھاتا نہیں سر ندامت کے مارے

نورِ سراپا

مدینہ کی زمیں بھی کیا زمیں معلوم ہوتی ہے   لئے آغوش میں عرشِ بریں معلوم ہوتی ہے
ترے جود و کرم کی ہر ادا میں یا رسول اللہ   نمودِ شانِ ربُّ العٰلمیں معلوم ہوتی ہے
تعالی اللہ اے ارضِ مدینہ تیرا کیا کہنا   بلندی عرش کی زیرِ زمیں معلوم ہوتی ہے
سراپا حق سراپا نور بے سایہ ز سر تا پا   بشر کہنے کی کچھ صورت نہیں معلوم ہوتی ہے
سیہ کارانِ اُمت کیلئے زلفِ سیاہ انکی   سراسر رحمۃ اللعٰلمیں معلوم ہوتی ہے
گنہ گاروں سے پوچھو زاہدو رتبہ محمد کا   انہیں قدرِ شفیع المذنبیں معلوم ہوتی ہے
خدا جانے کہ سودا سر میں آیا درد ہے دلمیں   مگر اک چوٹ سی مجھکو کہیں معلوم ہوتی ہے
نتیجہ یہ ہوا اس آستاں پر جبہہ سائی کا   بجائے سنگِ در میری جبیں معلوم ہوتی ہے

خیال ان کا لانا عقیدت تمہاری ارے منکرو پھر تمہارے اجارے
صَدُوْقٌ اَمِیْنٌ نَبِیُّ الْبَرَایَا شَفِیْعٌ مُّطَاعٌ کَرِیْمُ السَّجَایَا
رَؤُوْفٌ رَحِیْمٌ عَمِیْمُ الْعَطَایَا مَعَاذُ الضِّعَفَاءِ مَلَاذُ الْکِبَارِ
بہ طور ارتقا یافت موسیٰ عمراں بہ چرخ چہارم مسیحائے ذیشاں
عرب ناز دارد کہ رفت از ایشاں مقام تدلّیٰ یکے شہسوارے
چو عارض بہ دنیا نہ شد گلعذارے نگارے کہ دارد نہ مثلش نگارے
چو من در جہاں شرمسارے نہ زارے چو او در دو عالم نہ شد غمگسارے
صدوق و شفوق و رفیق و دلاور ابوبکر فاروق عثمان و حیدر
چہ یاری نمودند بہر پیمبر کہ چوں چار یارش نہ شد ہیچ یارے
جو چاہو تو اڑ جائے پاتھر کا جانا نہ چاہو تو ہیلے نہ آندھی ہلا پاتا
سو ہے اپنا بچھپا تو دیتے ہیں داتا تو کاہے کو جائی دوارے دوارے
ادھر کوئی جالی کے آگے کھڑا ہے سر ملنے کی جانب کوئی بڑھ رہا ہے

یارئ یار کے طفیل ہم تو وہاں پہنچ گئے   کوئی عدو نہیں جہاں اور نہ کوئی رقیب ہے
سچ ہے فقیر ہیں ترے چھوٹے ہی کیا بڑے بڑے
سیّد بے نوا مگر سب سے بڑا غریب ہے

باغِ مدینہ

مچلتی اچھلتی لچکتی جھجکتی کِھلاتی دلوں کی کلی آ رہی ہے
مدینہ پہ قربان ہو کر صبا کیا لہکتی مہکتی چلی آ رہی ہے
مجھے یاد آیا ہے باغِ مدینہ تصوّر کی دُنیا کا ہے یہ کرشمہ
مرے دل میں جنّت چلی آ رہی ہے مری آنکھ میں وہ گلی آ رہی ہے
کِھلایا بہاروں نے جب پھول لوٹا لپک کر خزاں نے اُسے خوب لُوٹا
مگر میرے مولیٰ کی رحمت کی ڈالی ہمیشہ سے پھولی پھلی آ رہی ہے

ہر احمق خواب ہی دیکھا کرے اپنی نبوّت کا　　اسی میں شان ختم المرسلیں معلوم ہوتی ہے
معاذ اللہ حد بندی نبی کے فضلِ بے حد کی　　وہابیت کسی کی بس یہیں معلوم ہوتی ہے

نگاہِ یار کی تاثیر سیّد ہے بڑی انٹ
جہاں پر تھی کسک ابتک وہیں معلوم ہوتی ہے

درد میرا طبیب ہے

یوں تو نمود شانِ یار سب سے بہت قریب ہے　　قابلِ دید ہر نصیب دید جسے نصیب ہے
دل کی خلش دوائے دل، دل کی جلن شفائے دل　　دردِ علاج درد ہے درد مرا طبیب ہے
راز و نیاز کی نماز رندوں سے پوچھئے یہ راز　　حسن جہاں امام ہے عشق جہاں خطیب ہے
عقل کہے کہ ہے نہاں عشق کہے کہ ہے عیاں　　بود نمود یار کی شان بڑی عجیب ہے
سینہ سے ہم لگائے ہیں سینہ میں ہم چھپائے ہیں　　کیوں نہ ہو دل بھلا حبیب بارگہہ حبیب ہے

ہجرِ نبی

اے ہجرِ نبی اب تو میری ہر شب یہ حالت ہوتی ہے
میں تارے گِنتا رہتا ہوں جب ساری دُنیا سوتی ہے
پانی ہے پانی عرقِ جبیں گر رنگ حیا کا اسمیں نہیں
جب نُورِ ندامت تاباں ہو ہر ہر قطرہ پھر موتی ہے
اے ہنسنے والو خوب ہنسو لیکن مجھکو تم رونے دو
میں نامہ سیاہ ہوں آنکھ مری ہر فردِ گناہ کو دھوتی ہے
آنسوں کیوں نِکلا کیا جانوں محسوس مگر یہ کرتا ہوں
دل خوش خوش سا ہو جاتا ہے جی بھر کر آنکھ جو روتی ہے
جب تیر سکینہ کو ہے لگا کہرام فرشتوں میں یہ پڑا

فرش پر عرش

پیغمبر کے گھر کی بچّی یہ شیرِ خدا کی پوتی ہے
سونے والو جاگو جاگو اِس نیند کی دنیا سے بھاگو

جو قوم کہ سوتی رہتی ہے تقدیر بھی اس کی سوتی ہے

اسلام بھلا کیوں جائے مٹ مٹتا ہے بھلا جو ہو امٹ

جو بات کہ خود انہونی ہے وہ بات بھلا کب ہوتی ہے

گیہوں سے گیہوں پیدا ہو اور جَو سے جَو ہی پیدا ہو
ہر قوم وہی کل کاٹے گی جو کھیت میں آج وہ بوتی ہے

دنیا کے لئے تو معمّہ ہے سیّد نے مگر خود دیکھا ہے
جو اُن کی گلی میں کھو جائے اُسکی کوئی شے نہیں کھوتی ہے

مجرمِ عشق

میم احمد کیوں احد کی گود میں پوشیدہ ہے　　عقل ہر نا فہم لیکن عشق کا فہمیدہ ہے
اللہ اللہ حضرتِ نورِ ازل کی تابشیں　　ایسا منظر ہے جہاں ہر دید بھی نادیدہ ہے

فرش پر عرش

طالب و مطلوب میں کوئی نہیں ہے امتیاز — جسطرح تابندہ جو شے ہے وہی تابیدہ ہے
دھمکیاں دیتے ہیں دیوانوں کو کیوں اہلِ خرد — خواہ کچھ ہو اب تو دل اس حسن کا گرویدہ ہے
جان و دل، ہوش و خرد اس پہ جبھی تو ہیں نثار — رخ کِدھر ہے اور کس جانب نظر دزدیدہ ہے
زاہد و کیوں آنکھ دکھلاتے ہو اُن کے رند کو — عشق کی دنیا کا جو مجرم ہے آمرزیدہ ہے
شبّر و شبیر کا کیا پوچھتے ہو مرتبہ — مصطفےٰ کے پھول کوئی دل ہے کوئی دیدہ ہے
کیوں نہ ہو پھر نافع الدنیا مفید الآمری — انکا کشتہ کشتۂ بالیدہ و سائیدہ ہے

اسکی رحمت کو بھلا کیا چاہیے سیلاب اور
پائے لغزیدہ بھی ہر ہر گام پر ترسیدہ ہے

رحمۃ للعٰلمین

ہمیں یاد فرما کے دن رات رونا یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
ہمارے لئے اپنا گھر بھر لٹانا محبت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

سرِ حشر وہ رَبِّ سَلِّمْ کا نعرہ وہ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ کا ہر بار وعدہ
خدا کے یہاں میرے آقا کی عزت وجاہت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

دعا بہرِ امت کہ یا رَبِّ ھَبْلِیْ سرِ حشر رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کی
رحیمی نہیں ہے تو اور کیا ہے شفاعت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے

خَبِیْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضْ ہونا وہ غَیْبُ الْمُغَیَّبَاتْ بھی دیکھ آنا
وہ غیب شہادت بتانا دکھانا نبوت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے

پلٹ لائے مغرب سے سورج دوبارہ کیا چاند کا بھی کلیجہ دو پارہ
حکومت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے یہ قدرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نمازوں میں ہے، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ نبی کے لئے لفظ ہے اَیُّھَا کا
سلام و ندائے نبی گر خدا کی عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

زمین و زماں کے لئے وہ ہیں رحمت مکین و مکاں کیلئے ہیں ہدایت
نبیوں کے بھی ہیں نبی یہ عمومِ رسالت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے

کتابِ الٰہی کا محفوظ رہنا شریعت کا تا حشر موجود رہنا
نبی کی ضرورت نہ رہنا یہ ختمِ نبوّت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
عمل میں نبی پر کسی کو بڑھانا کسی خلق سے علمِ سرور گھٹانا
یہ گالی نہیں اور اسلام سے کفر و ردّت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
عنادِ نبی جسکا ایمان ٹھہرا خلافِ نبی جسکا کچھ ہو عقیدہ
خدا کی قسم یہ رسولِ خدا سے عداوت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے
غلامِ غلامانِ آلِ نبی کا یہاں بول بالا وہاں بول بالا
یہ سید ادائے غلامی تمہاری سیادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

م پیاسوں کی سیرابی کو اک قطرہ تمہارا کافی ہے
ہم رند خراباتی کے لئے اک جرعہ تمہارا کافی ہے

اے پیکرِ حسن و جمال ترا بس ایک نظارہ کافی ہے

یہ چاند نہ سورج کافی ہے جبکو نہ ستارہ کافی ہے
اُس دل کے لئے اے نورِ خدا بس جلوہ تمہارا کافی ہے
محشر میں گنہ گاروں کے لئے دامن کا سہارا کافی ہے
دامن تو بڑی شئے ہے مجھکو تو نام تمہارا کافی ہے
امواج سمندر کافی ہیں دریا کا نہ دھارا کافی ہے
ہم پیاسوں کی سیرابی کو اک قطرہ تمہارا کافی ہے
اِس عشق میں نالہ کافی ہے نہ صدائے خدارا کافی ہے
ہاں پھونک کے ٹھنڈا کر دے مجھے تو ایسا شرارہ کافی ہے
مجھ جیسے عدیمِ حقیقت کے عِصیاں کی حقیقت ہی کتنی
واللہ کہ مجھسے لاکھوں کو رحمت کا اشارہ کافی ہے
تم کیسے حسیں ہو صورت میں کتنے اعلیٰ ہو سیرت میں
اللہ نے ظاہر و باطن کو بے مثل سنوارا کافی ہے

کیا خوف مجھے طوفانوں کا کیا خطرہ ہے گردابوں کا
مجھکو تو تری کشتی بانی پانے کو کنارہ کافی ہے

بخشش کا نہ کوئی بہانہ تھا کوئی نہ نجات کا حیلہ تھا
جب عرقِ ندامت کو دیکھا رحمت نے پکارا کافی ہے

گو حسنِ عمل سے خالی ہوں ایمان مگر یہ رکھتا ہوں
دوزخ میں اُمت جائے تمہیں ہوگا نہ گوارا کافی ہے

سچ ہے سید بے کار رہا اس سے کوئی نہیں کام ہوا
ہمنام کے ذمہ دار ہو تم تو نام ہمارا کافی ہے

صبح درخشاں

وہ تشریف لائے سویرے سویرے گلے مل رہے ہیں اجالے اندھیرے
بدوں کو بھی فرمایا یہ بھی ہیں میرے میں صدقے میں صدقے میں قربان تیرے

یہ رخ پر تصدق وہ گیسو قرباں
انہیں کے ہیں دونوں اجالے اندھیرے

میں اپنے تصور پہ قربان جاؤں
مدینہ مجھے لے گئے گھیرے گھیرے

مرے نفسِ بد کو گرفتار کر لو
میں لایا ہوں در تک کھدیرے کھدیرے

تری شان اہلِ زمیں کیسے جانیں
سرِ عرش اڑتے ہیں تیرے پھریرے

وہ عارض کا گلشن وہ گیسو کی چلمن
مرے طائرِ عشق کے ہیں بسیرے

وہ سب کے نبی ہیں وہ سب کے ہیں آقا
وہاں جرم ہے بولنا میرے تیرے

مدینہ میں کیا ہے اسی سے سمجھ لو
فرشتے لگاتے ہیں دن رات پھیرے

درِ پاک پر خیریت سے بلا لو
کہ رستے میں بستے ہیں لاکھوں لٹیرے

سیاست بھی اور مولویت بھی سید
خطرناک ہیں آج کل کے اندھیرے

ظِلُّ اللہ

خار طیبہ کی یاد گر آئے   جنّتی خلد میں تڑپ جائے
جان جانے پہ گر قدم آئے   کل ہو جانا تو آج ہی جائے
فرش پائے نہ عرش ہی پائے   پائے سرور کے ایسے ہیں پائے
دعوئ عاشقی پہ پھر آئے   پہلے خون جگر پئے کھائے
کہتے یوں حشر میں ہیں وہ آئے   جو ہے میرا وہ اب نہ گھبرائے
جو ترے کوئی بھی نہ کام آئے   باپ جائے کوئی نہ ماں جائے
مسجدِ مصطفےٰ کا ہے اعلان   خلد جائے کوئی تو آ جائے
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ اِلَّا ھُوْ   لامکاں جو مکاں سے ہو آئے
جب وہی ہیں جہاں ہیں ظلِ اللہ   کہیں سائے کے ہوتے ہیں سائے
لن ترانی کہے جو موسیٰ سے   اُذنُ مِنّی وہ تم سے فرمائے

ان کی رندی کو دلمیں رکھ سیدؔ
زاہدوں کی نظر نہ لگ جائے

رُخِ تاباں

رُخِ تاباں عجبے گیسوئے پیچاں عجبے   صبحِ رخشاں عجبے شامِ غریباں عجبے
روئے جاناں عجبے عارضِ تاباں عجبے   نورِ ایماں عجبے مصحفِ قرآں عجبے
شکلِ انساں عجبے مظہرِ یزداں عجبے   بود پنہاں عجبے دید نمایاں عجبے
بابِ رحمت پئے ہر صالح و طالع بکشود   شانِ رحماں عجبے وسعتِ داماں عجبے
ہر صبیح آمدہ مداح پئے حُسنِ ملیح   صدرِ خوباں عجبے شاہِ حسیناں عجبے
مہ و خورشید دو پارہ و دو بارہ گردید   حکمِ سلطاں عجبے زور نمایاں عجبے
عاصیاں را کرمش بہرِ شفاعت جوید   مہربانے عجبے شافعِ عصیاں عجبے
ہمہ گلزار تصدق بدیارِ محبوب   آں بیاباں عجبے خارِ مغیلاں عجبے

شبِ معراج ہمہ عالمِ ملکوت بگفت   میزبانے عجبے عزتِ مہماں عجبے
ہمہ وابستۂ آں زلف رسیدند بحق   از پئے عشقِ خدا سلسلہ جنباں عجبے
دیدنی ہست بہ داماں شفاعت سیّد
وجدِ عصیاں عجبے رقصِ گناہاں عجبے

رُباعیاں

فانی ہے اگر کوئی باقی باللہ   باقی ہے اگر ہو گیا فانی فی اللہ
معبود بھلا کوئی من دونِ اللہ   لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ

کیا ذاتِ جمیلِ مصطفائی دیکھی   اللہ کی شان کبریائی دیکھی
کچھ سیّدنا کارْ پہ موقوف نہیں   ہر لب پہ محمد کی دہائی دیکھی

دیگر

اللہ غنی کلام ربّانی ہے   بھیجا اسے اسلام کا جو بانی ہے
اِس فضل کی انتہا نہیں ہے سیدؔ   قرآں کا لقب مصحفِ عثمانی ہے

شاہا خواجہ و پادشاہا خواجہ   سرمایۂ دین و دین پناہا خواجہ
پیغامبر معینِ دیں ذاتِ تو گشت   در ہند بنائے لَآ اِلٰہ خواجہ

فاران کی وادی کا خزینہ دیکھا   محبوب کے خاتم کا نگینہ دیکھا
اجمیر کے دیدار میں تو سیدؔ نے   کعبہ دیکھا اور مدینہ دیکھا

پیرومرشد یاد آنے پر

محویت چھا گئی جب حسنِ بیاں یاد آیا

دل تڑپ اٹھا وہ اندازِ بیاں یاد آیا

جھومتی رہتی ہے دنیائے تصوّر سیدؔ

جب کبھی موعظۂ پیرِ مغاں یاد آیا

قطعاتِ تاریخ طبع "فرش پر عرش" دیوان حضرت قبلہ محدث اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ

از جناب سیفی اشرفی راشدی برہانپوری

ہے یہ کلام لا کلام — شرحِ حدیثِ معتبر
لہرِ شعر دلنواز — شاعری خود ہے مدح گر
شعروں میں کیفِ زندگی — حسنِ بیاں میں ہے اثر
عرش کی خوب سیر کی — شرع کا عکس دیکھ کر
فرش کو دید یا شرف — حرفوں کے ہیر پھیر پر
وسعتِ نعتِ مصطفیٰ — تنگ جہاں ہیں بحر و بر
فکر ہے فائز المرام — تھا یہ جو مطمعِ نظر
ہاتفِ غیب نے کہا — گنبدِ خضرا دیکھ کر
سیفیؔ خوش کلام دیکھ — آیا وہ عرش فرش پر

۱۳ ھ ۷۵

دیگر

(از ابو المختار طرفہ قریشی اشرفی بھنڈاروی)

ہاں مرے پیر کا ہے یہ دیوان — اس کو کہئے مجلائے عرشی
لفظ لفظ اس کا خورشید جہت — نقطہ نقطہ تجلائے عرشی
جو پڑھے باوضو روز اس کو — ہو میسّر تو لائے عرشی

اس کی تاریخ روشن ہے طرفہ
کہہ چراغ مصلائے عرشی

۵۸۰-+۱۳۷۵

۱۹۵۵

سفرنامہ حجاز مقدس

از ۷۴ھ تا ۷۵ھ

۱۹۵۵ء

۶ر جولائی ۵۵ء کو باب کعبہ پر

سینہ ریزہ ریزہ لایا دل پارا پارا لایا ہوں
میں جگ داتا کی چوکھٹ پر سرمایہ سارا لایا ہوں
تقوے کا ذخیرہ لایا ہوں نہ عمل کا سہارا لایا ہوں
سینے میں مگر اپنے تیرا محبوب دل آرا لایا ہوں
بندہ پرور کی غفاری اے بندہ نواز کی ستاری
میں تیری زیارت کرنیکو جرموں کا سہارا لایا ہوں
موجوں سے کیسے بچتے ہیں گرداب سے کیسے نکلتے ہیں
اس دید کی خاطر عصیاں کے طوفان کا دھارا لایا ہوں
تو دیتا تو ہی دیتا ہے تو داتا تو ہی داتا ہے!
دل کو تیری رزاقی کا کرنے کو نظارہ لایا ہوں
یہ سنکے کہ تیری چوکھٹ پر جو آئے بخشے جاتے ہیں
اس عمر کو جسکو گناہوں میں میں نے ہے گزارہ لایا ہوں
تقدیر اگر سو جاتی ہے بیدار وہ کیسے ہوتی ہے
اس لالچ میں دل اپنا جو ہے خواب کا مارا لایا ہوں
میں خود تو تیرا بن نہ سکا تو اپنا بنالے خود مولیٰ!
اے عفو و عطا والے تجھ تک بس تیرا سہارا لایا ہوں
اے بیماروں کے چارہ گر اے ہر بیکس کیلئے یاور
میں فضل و عطا کی چوکھٹ پر سید کا خسارا لایا ہوں

۹ جولائی ۵۵ء کو ہوائی جہاز سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے

طیبہ کی سمت آج اڑا جا رہا ہوں میں
وہ کھینچتے ہیں اور کھنچا جا رہا ہوں میں
سنکر کہ مغفرت کی وہاں لوٹ ہے مچی
تیزی سے لوٹنے کو بڑھا جا رہا ہوں میں
جاؤک کہہ کے بھیجا ہے اللہ نے مجھے
اُمید کی فضا میں بہا جا رہا ہوں میں
اللہ رے نسیم دیارِ حبیب پاک
گویا کسی کی بو میں بسا جا رہا ہوں میں
اب کون مجھ کو پائیگا فردوس کے ادھر
صحرا میں اُنکے آج گُما جا رہا ہوں میں
مجرم کو کیسے پکڑینگے محشر کے سنتری
کملی میں ابتو انکی چھُپا جا رہا ہوں میں
سب سے بڑی عبادتِ معبود ہے یہی
نزدِ رسول بہرِ خدا جا رہا ہوں میں
بے دست و پا ہوں پھر بھی عجب حال ہے مرا
بیٹھا ہوا ہوں اور چلا جا رہا ہوں میں
سید یہ تیری لغزشِ پا کا کمال ہے
وہ خود اُٹھا رہے ہیں اُٹھا جا رہا ہوں میں

فرش پر عرش

۹ جولائی کو بعد نماز عشا پہلی حاضری مواجہہ شریف میں

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَانَا بَشِیْرًا سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَانَا نَصِیْرًا
اَغَاثَ ضَعِیْفًا وَّ اَشْفٰی مَرِیْضًا اَعَانَ یَتِیْمًا وَّ اَغْنٰی فَقِیْرًا
ضعیفم مدد کن مریضم شفا دہ اسیرم رہا کن فقیرم غنا دہ
بفریاد رس پادشاہا کریما بدہ دست پاکت شہا دستگیرا !
ندارم جز آستانت پناہے نگاہے براحوال مسکیں نگاہے
شفیع آوردم بردرِ تو شفیعا عتیق و قوی و غنی و ولی را !
ترے شہر کی خاک پر لیٹ جانا ترے شہر کے گرد چکر لگانا
جنونی تمہارے عجب ڈھنگ کے ہیں نرالا ہے دنیا سے انکا وتیرا !
گنہگار ہوں بخشدو بخشوا دو ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا !!
نہ تیرے سوا میرا کوئی ہے توشہ نہ تیرے سوا میرا کوئی ذخیرا !
ابوجہل فطرت کا دھاوا ہے آقا ابولہب طینت کا حملہ ہے مولیٰ
نکل ماہ طیبہ چمک پھر بطحا زمانہ ہوا پھر ہے تاریک وتیرا !
نہ تم کو کسی نے بھی جی بھر کے دیکھا نہ تم کو خدا کے سوا کوئی سمجھا
تمہیں جس نے دیکھا اُنھیں ہم نے دیکھا تمہیں دیکھکر اونکی آنکھیں ہیں خیرا
میں جوگن ہوں تیری مری لاج رکھ لو میں دُکھیا ہوں داتا دُکھی دل کی سن لو
مجھے چوٹ پر چوٹ ایسی ملی ہے کہ کٹ کٹ کے سینہ مرا اب ہے کھیرا !
بھکارن ہوں جھولی مری آج بھر دو مجھے اپنے چرنوں کا درشن کرا دو
میں چتون کی ماری میں چتون پہ واری تو نینن ماں آ موری نینن کے ہیرا !
مدینہ سے حج کے لئے جانے والو تمہارا یہ کیا حال ہے کچھ بتاؤ
گریباں کی تو دھجیاں تک نہیں ہیں یہ کس کی جدائی میں دامن کو چیرا !
یہ گلیاں ہیں مَازَاغَ والے کی گلیاں یہ کوچے شہِ مَاطَغٰی کے ہیں کوچے
غبار ایسی چشمِ عقیدت میں سستے مری آنکھ کے واسطے ہے ہیرا !

فرش پر عرش

۶ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ کو مدینہ طیبہ سے احرام حج باندھ کر آخری مواجہ شریفہ میں !!

شفیع المذنبیں کے سامنے حالت ہے گریہ کی
ذرا تقدیر کوئی آ کے دیکھے میرے توبہ کی

تجلّی گاہ حق ہے منزلِ قربِ پیمبر ہے
ترے روضہ میں ساری بات ہے عرشِ معلّیٰ کی

غلاموں نے ترے مجھکو بنایا ہے وکیل اپنا
مگر سرکار میں حاجت نہیں عرضِ تمنا کی

بلاوا آرہا ہے کعبہ و عرفات سے میرا
ترے قدموں پہ چمکی آج قسمت میرے سجدہ کی

مدینہ مجھ سے چھوٹا تھا نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا
رچی ہے میری رگ رگ میں تجلّی ماہ طیبہ کی

تمہارا حکم مجھکو لے چلا ہے خانۂ کعبہ
یہ سچ کیا ہے اطاعت ہے شہنشاہِ مدینہ کی

تمہارے سامنے لبیک کہتا ہوں ترے رب سے
بحمداللہ عزت بڑھ گئی ہے میرے نعرہ کی

جدا تم کو سمجھنا اس پہ رونا مانے معاذاللہ
سمجھتا ہوں اسے توہین میں اپنے عقیدہ کی

مرا گریہ کہیں ہو گریۂ شادی سمجھتا ہوں
کہ ہے اشکِ مسرّت ایک فطرت دل کے جذبہ کی

مدینہ سے شہنشاہِ مدینہ کی معیّت میں
چلا ہوں رخ بکعبہ کر کے نیّت حج و عمرہ کی

تری ہمنامی سیّد کا سہارا ہے مرے مولیٰ
کہ ہے معلوم پابندی تمہاری اپنے ذمہ کی

یوم الحج الاکبر

؁۱۳۷۴

بعد نماز جمعہ

دن ہے دن تو بخدا ہے یہی عرفات کا دن — مغفرت سے ہے گناہوں کی ملاقات کا دن
وہ بھی کیا دن ہے جسے کہتے ہیں لذات کا دن — دن وہی دن ہے کہ جو ہو طلبِ ذات کا دن
شبِ عرفات سے پہلے ہی ہے عرفات کا دن — خرق عادات کا یہ دن ہے کرامات کا دن
ذرہ ذرہ سے ندا آتی ہے اس میدان کے — حاجیو آؤ کہ یہ دن ہے مناجات کا دن
نیک و بد دوڑے چلے آئے ہیں اس دھن میں کہ ہر — رحمتِ عام کے اعلان مساوات کا دن
عالم گریہ کہ ساون کی جھڑی کا عالم — کوئی موسم ہو یہ دن رہتا ہے برسات کا دن
آج بھوکوں کو بلایا ہے کہ بھوکے نہ رہیں — آؤ پیاسو کہ یہ ہے ابرِ عنایات کا دن
آج رحمت کی نظر ہے تو فقط دل پر ہے — آج احوال کا دن آج ہے نیّات کا دن
آج بخشینگے جسے کوئی بھی بخشے نہ کبھی — اللہ اللہ رے الطاف و عنایات کا دن
درِ فیاض پہ میلا ہے لگا منگتوں کا — نام محبوب پہ ہے صدقہ و خیرات کا دن

لب پہ لبیک ہو سیّد تو پڑھو دل میں درود
اکبری حج ہے تحیات کا صلوات کا دن

۷۸۶
۹۲

اظہارِ تشکر

یہ چیز صرف صوبۂ بمبئی و صوبۂ مدھیہ پردیش بلکہ بمبئی کی بدولت ہندوستان و پاکستان والوں کو معلوم ہے کہ حضرت پیر و مرشد **عارفِ اعظمِ ہند** کے ارشادات منظوم کو تازہ بہ تازہ نو بہ نو جیسا محفلوں میں مجھے پیش کرنیکی عزت حاصل ہوئی اور ہر بار محفل جھوم جھوم گئی۔ امسال جب حضرت قبلہ حرمین شریفین کی زیارت کیلئے بمبئی رونق افروز ہوئے۔ تو برادرِ طریقت جناب عبدالرزاق صاحب قدمبوسی کیلئے دھوراجی (سوراشٹر) سے تشریف لائے۔ حضرت کا قیام غریب خانہ پر تھا وہاں برابر محفلِ نعت جاری ہوتی رہی۔ یکبارگی برادرِ ممدوح کے دل میں خود بخود جذبہ پیدا ہوا کہ مجموعہ کلام شائع ہو جائے۔ صرف چند منٹ میں یہ بات طے ہو گئی کہ برادرِ موصوف نے ذمہ داری لی اور مجھ سے خدمتِ انتظام کو کہا میرے لئے اس خدمت کو اگر میری دیرینہ تمنا کہا جائے تو بے جا نہیں۔ مرشدِ برحق کی یہ تعلیم میرا وظیفہ ہے۔

اوج کی انتہا نہیں رہتی — پوچھئے مت کہ اجرِ خدمت کیا
بک گئے جسکے ہاتھ بک ہی گئے — یہ نہیں ہے تو رسمِ بیعت کیا

میں نے لبیک کہہ کر اس کام کو شروع کر دیا۔ کاتب کی تلاش کاغذ کی فراہمی طباعت کا انتظام جسکو اس راہ سے گزرنا پڑا ہے وہی اسکو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے مگر یہ مرشدِ برحق کی کرامت ہی ہے کہ ہم کو کاتب جناب سید رحمت علی صاحب مل گئے جن کی شانِ خط دیکھکر حضرت نے فرمایا کہ یہ تو کسی عطارد قلم کی کتابت ہے۔ یہ خطاب ہمارے دوست کو مبارک ہو۔ ٹائیٹل کے ڈیزائن بنانے میں آرٹسٹ جناب سید حفیظ صاحب نے جس محبت کا اظہار کیا ہے اس کا اندازہ ناظرین کرام خود فرمالیں۔ دیگر حلقہ فرد کی احمد میں جناب حسن علی خاں صاحب اشرفی و جناب جمال الدین صاحب اشرفی و جناب عاصم صاحب اشرفی و عزیزی فقیر محمد اشرفی و عالیجناب نور محمد سیٹھ صاحب ان چند دوستوں بلکہ یہ کہوں کہ میری طرح مستوں نے ہوش و خرد کی ہر زحمت کو عبور کرنے میں مدد دی۔ طباعت کیلئے مطبع یونیورسل مل گیا جسکے مالکان بھی ہم مستوں کی طرح مست ہی نکلے۔ تصحیح کیلئے ہم نے جتنی کاوشیں کی ہیں اسکا کسی کو اندازہ نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی صحت نامہ کی حاجت پڑی۔ آپ کلام پڑھنے سے پہلے صحت نامہ کے مطابق اصلاح کرلیں تاکہ دورانِ مطالعہ کلام میں آپکو کوئی خلش نہ ہو۔ ہم ممنونِ کرم ہیں عالیجناب الحاج عبد المجید تنگیکر صاحب کے کہ ایک جامع خطبہ ہم آپ کے سامنے پیش کر سکے۔

دوران طباعت ہی میں محترم برادرِ طریقت جناب سیفی برہان پوری اشرفی صاحب و محترم برادرِ طریقت جناب طرفہ قریشی بھنڈاروی اشرفی نے اپنے قطعات بھیجے جو آپ اسی مجموعہ میں پائیں گے۔ اگر مستوں کے ہاتھ سے آپ کو جو مجموعہ ملا ہے اس میں کچھ لغزشیں رہ گئی ہیں تو ہمیں خوشی ہے کہ

میری افتادگی کا صدقہ ہے ؎ ہاتھ میں اُسکے میرا بازو ہے (حضرت قبلہ)

اب اگر میں آپکو خوش کر سکا ہوں تو مجھے بھی کہنے دیجئے کہ

یہ کس غارتِ گرِ ہوش و خرد کا ہی کرم سیدؔ ؎ مرا مینوش ہو کر میکدہ بردوش ہو جانا

قاسم اشرفی نشان پاڑہ روڈ ۲۰ کمرہ ۷ بمبئی ۹

تاریخی قطعات

جناب ہنرؔ مالیگانوی

فقرہ فقرہ پر تو نعت نبی ؎ نکتہ نکتہ جلوۂ توحید ہے
قابلِ تعریف یہ دیوان ہے ؎ دیدۂ دل لائق صد دید ہے
ہے مصنف قابلِ تعظیم وہ ؎ فعل جس کا قابلِ تقلید ہے
ہے نمایاں جوہر لطف سخن ؎ مصرعہ مصرعہ سلک مروارید ہے
کیوں نہ ہو تاریخ روشن اے ہنرؔ
جب یہ دیواں مطلع خورشید ہے
۱۳۷۵ھ

جناب سہیلؔ مالیگانوی

سیدی از طبیعت محمود ؎ نسخۂ نعت احمدی بنمود
سال طبعش بجو ازیں مصرع
روضۂ نعت پر بہار بود
۱۳۷۵ھ

حضرت ادیبؔ مالیگانوی

یہ نعت اس کی با تقدس کی ہے ؎ ثناخواں تھے جس کے مسیح و خلیل
ہوا ہے نہ ہوگا کوئی شریک ؎ دو عالم میں جس کا نظیر و عدیل
بیاں شعر میں درد دل کر دیا ؎ یہی اور اظہار غم کی سبیل
روانی اگر فکر کی دیکھئے ؎ تو شرمائے اپنی جگہ موج نیل
ادیبؔ اک خلش تھی جو تاریخ کی
ندا آئی لکھ "ارمغان جمیل"
۱۳۷۵ھ

جناب مسلمؔ مالیگانوی

دیوان خوب نکلا نظم و ادب میں فائق
یہ تضمیں بھی منتظر ہیں دل بھی تھا بنکا شائق
تاریخ طبع کی ہے کیوں فکر تم کو مسلمؔ
برجستہ یہ کہدو "نظارۂ حقائق"
۱۳۷۵ھ